نسخہ بھوپال

اور

نسخہ بھوپال ثانی

عبدالقوی دسنوی

مصنّف کی دوسری تحریریں

ایک اور مشرقی کتب خانہ	۱۹۵۴
حسرت کی سیاسی زندگی (چند جھلکیاں)	۱۹۵۶
اور ہندوستان جاگ اٹھا	۱۹۶۳
علامہ اقبال بھوپال میں	۱۹۶۷
مضامین لسان الصدق	۱۹۶۷
غالبیات	۱۹۶۹
بھوپال اور غالب	۱۹۶۹

PK 2198 .64 A17 1970

قیمت تین روپے
فروری ۱۹۷۰ء

طباعت : علوی پریس بھوپال - سرورق : مینا پریس بھوپال
جلد بند : ناظر بک بائنڈر - اتوارہ - بھوپال

شعبۂ اردو
سیفیہ کالج بھوپال

(کتابت : سید ضیاء الدین خوشنویس - بھوپال)

ترتیب

۴	انتساب
۵	ابتدا
۹	نسخہ بھوپال (نسخہ حمیدیہ)
۲۱	نسخہ بھوپال ثانی (بیاض غالب)
۳۰	اصلاحات نسخہ بھوپال ثانی
۳۳	اصلاحات نسخہ بھوپال
۷۲	کچھ اور ترمیم و اصلاح
۷۸	محذوفات

عظیم دانشگاہ

سیفیہ کالج

کے

نام

جس نے کتنے گرتوں

کو

تھام لیا ہے

عبدالقوی دسنوی

۲۲ر فروری ۱۹۷۰ء

ابتدا

بھوپال نے دُنیائے اُدب اور خاص کر "غالبیات" کو اس صدی میں دو انمول خزانے کے اضافے سے مالا مال کر دیا ہے۔ آج غالب کی وفات کو ایک سو ایک سال گزر چکے ہیں اِدھر غالبیات پر تفحص و تلاش کی مدد سے بہت زیادہ کام کیے جا رہے ہیں اور برابر تحقیق و تنقید کے ذریعہ اس کی سمتوں میں اضافہ کیا جا رہا ہے اور غالب کی شخصیت اُبھر کر اور زیادہ واضح ہو کر سامنے آ رہی ہے، اور اس کے فن کی قدر و قیمت اور بڑھتی جا رہی ہے۔ لیکن بھوپال کے دو بیش بہا خزانے ان تمام تحقیقات پر جو آج تک ہوئی ہیں زیادہ بھاری اور قیمتی ہیں۔ یہ اس کی خوش قسمتی ہے کہ ماضی میں اس کا ہندوستان کے اس عظیم شاعر سے اس قدر گہرا رشتہ رہا کہ اسے اس کے دیوان "نسخۂ بھوپال" اور "نسخۂ بھوپال ثانی" کی صورت میں محفوظ رکھنے کا شرف حاصل ہوا نسخۂ بھوپال آج سے پچپن سال پہلے دریافت ہوا جس نے دنیائے ادب میں بڑی شہرت حاصل کی اور دوسرا آج سے دس ماہ قبل ۵ اپریل ۶۹ء کو عین اس وقت ملا جبکہ غالب صدی کا زور شباب پر تھا۔

یہ دریافت اس کے فخر و ناز کے لئے بہت کافی ہیں۔ لیکن یہ اس کی بدنصیبی ہے کہ نسخہ بھوپال، نسخہ حمیدیہ کی صورت میں شائع ہونے کے بعد تقریباً تیس سال تک محفوظ رہ کر نگاہوں سے اوجھل ہوگیا۔ اور "بیاض غالب" جسے میں نسخہ بھوپال ثانی کہوں گا وطن سے بے وطن ہوگیا۔ اس حادثے نے اہل بھوپال کو بیحد صدمہ پہنچایا۔ صدمہ میں اضافہ خاص طور سے اس لئے اور زیادہ ہوا چونکہ لوگوں نے اس کے وطن کے تعلق کو اس سے الگ کر دیا۔ کسی نے 'نسخہ امروہہ' کہا، کسی نے 'نسخہ عرشی زادہ' کا نام دیا اور اب ایک گوشہ سے یہ آواز آرہی ہے:

" چونکہ یہ بیاض سب سے پہلے لاہور میں چھپی ہے اس لئے میری خواہش ہے کہ اسے نسخہ لاہور کے نام سے یاد کیا جائے"[1]

یہ تاریخ کا بہت المناک واقعہ ہے جسے نہ حال معاف کرے گا نہ مستقبل بخشیگا۔

نسخہ بھوپال ثانی کی بے وطنی کے بعد اس کے دیکھنے کی کوئی صورت پیدا نہیں ہوسکی۔ البتہ اس کی اطلاع ملی کہ " نسخہ عرشی زادہ " کی صورت میں یہ دیوان شائع ہوگیا ہے۔ لیکن اس کی قیمت تین سو روپے رکھی گئی ہے جس کی وجہ سے بیحد مایوسی ہوئی۔ اسی دوران میں میرے ایک کرم فرما اور مہربان جناب لطیف الزماں خاں صاحب نے اطلاع دی کہ نقوش کا غالب نمبر حصہ دوم شائع ہوگیا، جس میں یہ نسخہ "بیاض غالب" کے نام سے حسن ترتیب اور حسن طباعت کے ساتھ قیمتی کاغذ پر چھاپا گیا ہے اور اس کی قیمت صرف

---

[1] " اس شمارے میں" نقوش غالب نمبر (حصہ دوم)

تیس ۳۰ روپے رکھی گئی ہے۔ پھر کیا تھا دل ایک بار پھر اسے دیکھنے کے لئے مچل گیا۔ تمام ملنے والوں اور دوستوں کو خط لکھ ڈالے جس میں اس نمبر کو دیکھنے کی خواہش ظاہر کی لیکن ابھی کہیں سے کچھ اطلاع نہیں آئی تھی کہ برادرم نثار احمد فاروقی صاحب کا خط ملا جس سے اس نمبر کے بھوپال میں وجود کا علم ہوا۔ عزیزی محمد عثمان کی مدد سے اسے دیکھنے اور کچھ دنوں رکھنے کا موقع ملا۔ بے انتہا مسرت ہوئی۔ واقعی طفیل صاحب نے اس نمبر کے ذریعہ غالب صدی کو بہت ہی قیمتی اور خوبصورت تحفہ دیا ہے۔ خدا ان کا بھلا کرے۔ اس نمبر کے مطالعہ نے یہ خیال پیدا کیا کہ نسخہ حمیدیہ کے ساتھ اس کا تقابلی مطالعہ کیا جائے تاکہ دونوں کا فرق معلوم ہوسکے۔ چنانچہ اس مطالعہ سے ان باتوں کا علم ہوا:

(۱) پچیس غزلیں نسخہ بھوپال میں حذف کر دی گئی ہیں۔

(۲) مختلف غزلوں میں تقریباً ۳۷ شعر ایسے ہیں جو نسخہ بھوپال میں نہیں ہیں۔

(۳) نسخہ بھوپال میں بہت سے اشعار ترمیم و اصلاح کے بعد پیش کئے گئے ہیں۔

(۴) نسخہ حمیدیہ میں بہت سی کتابت کی غلطیاں رہ گئی ہیں اور اب نسخہ بھوپال ثانی کی مدد سے اس کی اصلاح آسانی سے ہوسکیگی۔

(۵) برادرم نثار احمد فاروقی صاحب شاید عجلت کی وجہ سے بعض غلطیوں اور خامیوں سے اسے پاک نہ کر سکے۔

(۶) محمد طفیل صاحب بھی اس نمبر کو بعض خامیوں سے محفوظ نہ رکھ سکے

صفحات کی ترتیب میں بھی غلطیاں نظر آئیں۔

اس مطالعے نے مجھے یہ سوچنے پر مجبور کیا کہ اگر غالب کی اصلاحوں، ترمیموں، محذوف شدہ شعروں اور غزلوں کو یکجا کر دیا جائے تو غالبیات سے دلچسپی رکھنے والوں کے سامنے نسخہ بھوپال ثانی اور نسخہ بھوپال کے مطالعہ میں آسانی ہو سکے گی۔ چنانچہ یہ مقالہ اس خیال کی عملی صورت ہے۔

اس مقالے کے لئے میں جناب نثار احمد فاروقی صاحب، پروفیسر اختر علی خاں صاحب، مجبوب صاحب، محمد عثمان صاحب اور مجتبیٰ قمر رضا صاحب کا شکر گزار ہوں کہ ان حضرات کی مدد سے نقوش غالب نمبر حصّہ دوم مطالعہ کے لئے مل سکا۔

مجبّی ڈاکٹر ابو محمد سحر صاحب کا ممنون ہوں کہ اُنھوں نے نسخہ حمیدیہ مرتبہ پروفیسر حمید احمد خاں کے مطالعہ کا موقع دیا۔

برادرم حیدر عباس رضوی صاحب نے اس مقالے کی اشاعت کے سلسلہ میں کافی دلچسپی لی۔ میں ان کا شکر گزار ہوں۔ ان کے علاوہ عزیزی عمر حیات خاں، ظہور الاسلام، محمد یونس اور حبیب الحق ملک صاحبان نے اکثر اس کی طباعت کی منزلوں میں مدد کی جس کا مجھے اعتراف ہے۔

۲۲ فروری ۱۹۷۰ء

عبدالقوی دسنوی
شعبہ اردو سیفیہ کالج بھوپال

نسخہ بھوپال
(نسخہ حمیدیہ)

نسخہ بھوپال میاں فوجدار محمد خاں کے کتب خانے سے حاصل ہوا، جس کی دریافت نے غالب سے دلچسپی رکھنے والوں میں ایک عجیب خوشی کی لہر دوڑا دی تھی۔ اس کی ترتیب اور اشاعت کا کام جناب عبدالرحمٰن صاحب بجنوری کے حوالے کیا گیا، جو کلامِ غالب کے شیدائیوں میں سے تھے اور اس زمانے میں انجمن ترقی اردو کی خواہش پر دیوان غالب خاص اہتمام سے ترتیب دے رہے تھے۔ ابھی اس کام کی ابتدا بھی نہیں ہوئی تھی کہ ۷ نومبر ۱۹۱۸ء کو ان کا انتقال ہو گیا اور یہ کام مفتی انوار الحق صاحب کے سپرد کیا گیا، جنھوں نے اس نسخہ کو متداول دیوان کے ساتھ ترتیب دیکر شائع کیا۔ مفتی صاحب پہلے شخص ہیں جنھوں نے نسخہ بھوپال کو دیکھا اور اس کا تفصیلی تعارف کرایا۔ ملاحظہ کیجئے:

"اس نایاب کتاب کو محفوظ رکھنے کا شرف کتب خانہ حمیدیہ بھوپال کو حاصل ہے۔[1] یہ تو یقینی طور پر نہیں کہا جا سکتا کہ دیوان یہاں کیوں کر پہنچا، لیکن تاریخ کتابت اور مہروں وغیرہ سے اتنا پتہ چلتا ہے کہ یہ غالبًا رئیسِ وقت نواب غوث محمد خاں صاحب کے بیٹے میاں فوجدار محمد خاں صاحب کے لئے لکھا گیا تھا۔ چنانچہ اس کے شروع میں ایک صفحہ پر یہ لکھا ہوا ہے "دیوان ہذا

---

[1] نسخہ حمیدیہ۔ صفحہ ۵

من تصنیف مرزا نوشاہ دہلوی المتخلص بہ اسد از کتب خانہ سرکار فیض آثار عالیجاہ عالم پناہ میاں فوجدار محمد خاں بہادر دام اقبالہ قلمی خوش خط" اور اس کے سامنے ایک مہر ہے اور خاتمہ پر کاتب کے قلم کی یہ تحریر موجود ہے "دیوان من تصنیف مرزا صاحب و قبلہ المتخلص بہ اسد و غالب سلمہم ربہم علی ید العبد المذنب حافظ معین الدین بتاریخ پنجم شہر صفر المظفر ۱۲۳۷ سنہ من الہجرت النبویہ صورت اہتمام یافت" اس کا خط نہایت پاکیزہ اور نظر فریب ہے۔ شروع میں خوبصورت طلائی کام ہو رہا ہے اور تمام صفحات پر سنہری جدول ہے۔ جگہ جگہ میاں فوجدار محمد خاں صاحب کی مہریں ثبت ہیں، جن میں سے بعض ۱۲۴۸ھ اور بعض ۱۲۶۱ھ کی ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ دیوان کم سے کم ایک بار اور ممکن ہے چند مرتبہ تصحیح و ترمیم کی غرض سے غالب کے پاس بھی گیا ہے اور ان کی نظر سے گذرا ہے اور اُنھوں نے خود اس میں جا بجا اصلاحیں کی ہیں۔ کیونکہ اگرچہ ان اصلاحوں کا خط بہت خراب اور شکستہ ہے لیکن پھر بھی اس میں اور غالب کی طرز تحریر کے موجودہ نمونوں میں ایک گونہ مشابہت پائی جاتی ہے اور گو محض اس کی بنا پر ان کو غالب کا قلمی قرار دینا شاید درست نہ ہو، لیکن خود ان اصلاحوں کی نوعیت ایسی ہے کہ ان کو مصنف کے سوا اور کسی کے قلم کی طرف منسوب کرنا مشکل ہے۔ کیونکہ ان میں سے اکثر ایسی ہیں کہ لفظ کو کاٹ کر اس کی جگہ دوسرا لفظ رکھ دیا ہے۔ یا کسی مصرعہ کی کچھ صورت بدل دی ہے۔ بہت سی غزلیں بھی اسی قلم سے حاشیہ پر بڑھائی گئی ہیں جن میں سے بیشتر مروجہ دیوان میں بجنسہ موجود ہیں۔ البتہ بعض

ایسی بھی ہیں کہ ان میں بھی دوبارہ پھر کچھ انتخاب ہوا ہے اور مطبوعہ دیوان میں ان کے پورے شعر شائع نہیں ہوئے لیکن حقیقت میں اس امر کا ثبوت کہ یہ کتاب غالب کا گمشدہ دیوان ہی ہے خط کی مشابہت اور کاتب کی تحریر کا محتاج نہیں ہے"

آگے رقمطراز ہیں:

"عام دیوانوں کی ترتیب کے برخلاف اس دیوان میں قصائد سے ابتدا کی گئی ہے اور اردو قصیدوں سے بھی پہلے ایک قطعہ فارسی کو فاتحہ الکتاب بنایا ہے۔ یہ فاتحہ کلیات غالب فارسی مطبوعہ مطبع منشی نولکشور لکھنؤ کے صفحہ ۴۷، ۴۸، ۴۹ پر باختلاف خفیف موجود ہے۔ لیکن چونکہ قلمی دیوان میں مطبوعہ اشعار کی نسبت پندرہ شعر زیادہ ہیں اور مشترک اشعار میں کہیں کہیں کوئی لفظی ترمیم ہے اس لئے گو اردو دیوان میں اس کی ضرورت نہ تھی لیکن ہم نے تبرکاً اسے بھی قصائد سے پہلے درج کر دیا ہے"

اس نسخہ کو دیکھنے والوں میں دوسرے شخص سید ہاشمی ہیں جنھوں نے اسے بھوپال آکر دیکھا۔ وہ لکھتے ہیں:

"اس نایاب کلام کے مل جانے سے ڈاکٹر عبدالرحمٰن کو نہایت خوشی ہوئی اور انجمن ترقی اردو کی جانب سے خاکسار نے بھوپال جا کر اس قلمی نسخے کی زیارت کی جو ۱۲۳۷ھ میں (جبکہ مرزا غالب کی عمر صرف پچیس برس تھی) تحریر کیا گیا تھا۔ لوح اور خاتمۂ کتاب کی عبارت نیز اشعار پر ایک ہی نظر ڈالنے کے بعد یہ تسلیم کرنے میں کوئی شبہہ نہیں رہتا کہ یہ مرزا غالب مرحوم ہی کا کلام ہے اور چونکہ بالکل ابتدائی زمانے میں نقل کرایا گیا تھا لہذا

گو بعد کی غزلیں اس نسخے میں نہیں درج ہوئیں۔ تاہم وہ ابتدائی کلام تمام و کمال محفوظ رہ گیا جسے مرزا صاحب نے دیوان چھپواتے وقت خارج اور تلف کر دیا تھا"[1]

یہ تعارف بہت سرسری ہے۔ اس سے زیادہ اس نسخے کے بارے میں انھوں نے اور کوئی بات نہیں لکھی۔

ڈاکٹر عبد اللطیف تیسرے شخص ہیں جنھوں نے اس نسخہ کا خود مطالعہ کیا اور اس کے بارے میں تفصیلی روشنی ڈالی۔ ان کی تحریر سے اس نسخہ کے بارے میں بعض باتوں کا علم پہلی بار ہوا وہ لکھتے ہیں[2]:

"راقم الحروف جن دنوں غالب کی اردو نظموں کو تاریخی سلسلے سے ترتیب دے رہا تھا۔ مرزا غالب کے اس مخطوطہ دیوان کو دیکھنے کا موقع ملا جو ۱۲۳۷ م = ۱۸۲۱ ء کا لکھا ہوا تھا...... اس کی جلد اس قدر فرسودہ ہو گئی ہے کہ اوراق نہایت آسانی سے علٰحدہ کر لئے جا سکتے ہیں"

"نسخہ کا متن (۷۵) اوراق (″۷ × ″۱۱½) پر مشتمل ہے اور اس کے ہر دو جانب چار چار ورق اسی قسم کے کاغذ کے جو متن کا ہے اور ہندوستان ہی میں ہاتھ کا بنایا ہوا معلوم ہوتا ہے موجود ہیں۔ ان چار ورقوں کے علاوہ ہر ایک جانب دو دو ورق انگریزی کاغذ کے ہیں۔ ابتدا میں یہ ورق اوراق ۳ اور ۴ کے درمیان اور آخر میں اوراق ۲ اور ۳ کے درمیان ہیں۔ متن کے ہر صفحہ پر (۱۰) سے (۱۱) تک ابیات صاف نستعلیق خط

---

[1] بحوالہ سید ہاشمی اور نسخہ حمیدیہ۔ عبد القوی دسنوی۔ سب رس غالب نمبر ۱۹۶۹ء

[2] بحوالہ نسخہ بھوپال اور ڈاکٹر عبد اللطیف۔ ڈاکٹر ابو محمد سحر ہماری زبان یکم مئی ۱۹۶۹ء

اور چینی روشنائی میں لکھی گئی ہیں۔ سب سے پہلے چار قصیدے ہیں پھر غزلیات ہیں جن کی تعداد (۲۷۶) ہے۔ آخر میں (۱۱) رباعیات درج ہیں۔ قصیدوں اور غزلوں کے لئے علٰحدہ علٰحدہ دو لوحیں ہیں جو سنہری کام سے مزین ہیں۔ سارا متن بھی سنہری حاشیہ کے خط سے آراستہ ہے"

مفتی انوار الحق مرتب نسخہ حمیدیہ کے مقدمہ سے متعلق لکھتے ہیں:

"نسخہ حمیدیہ کے مدیر مفتی انوار الحق صاحب کا استدلال ہے کہ یہ نسخہ وقتاً فوقتاً غالب کے ہاں ان نظموں کے اندراج کے لئے روانہ کیا جاتا تھا جو ۱۲۳۷ھ کے بعد لکھی گئی ہیں۔ مگر مفتی صاحب اس استدلال کے لئے کوئی سند اور ثبوت پیش نہیں کرتے ......"

"ان کا یہ بھی کہنا کہ حاشیہ کے اضافے اور اصلاحیں خود مرزا غالب کے ہاتھ کی لکھی ہوئی ہیں۔ راقم الحروف نے سرکار عالی کے محکمۂ آثار قدیمہ میں ماہرین کی مدد سے نہایت احتیاط کے ساتھ ان کی تنقیح کی اور غالب کے اصل خطوط سے مقابلہ کیا اور ان کی اصلاحوں اور اضافوں کو اصل خطوط سے ذرا بھی مشابہ نہیں پایا گیا۔ علاوہ ازیں جگہ جگہ املا کی سخت غلطیاں ہیں یہ اغلاط غالب جیسے محتاط مصنف سے کسی طرح منسوب نہیں کی جا سکتیں"

"اس کے سوا کاتب نے حاشیہ پر غزلیں نقل کرتے ہوئے نہایت بے پروائی کے ساتھ دوسری غزلوں کی بیتوں اور مصرعوں کو خلط ملط کر دیا ہے نہ صرف یہی بلکہ کئی غزلیں باوجود متن میں مندرج ہونے کے ایک سے زیادہ مرتبہ لکھی گئی ہیں۔ نیز کئی ابیات کے آگے طفلانہ رائیں بھی درج ہیں"

"ان واقعات کے پیش نظر راقم ہرگز اس نظریہ کو باور کرنے کو تیار نہیں جو نسخہ حمیدیہ کے مدیر نے قائم کیا ہے۔ حاشیے کے اضافے یقیناً غالب کے خط میں نہیں بلکہ دو مختلف ہاتھوں کے ہیں۔ بعض غزلوں کے آخر میں جو صاف نستعلیق خط میں ہیں اسی خط میں عبدالعلی کا نام لکھا ہوا ہے۔ شکستہ خط کی غزلیں محمد حسین کے دستخط سے جو ابتدائی سادہ ورق ۱ الف پر ثبت ہے، بہت ہی مشابہ ہیں۔"

عبداللطیف صاحب کے مضمون سے پہلی بار یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ فوجدار محمد خاں کی چھوٹی مہر مورخہ ۱۲۴۸ھ کا ناپ ۲٫۶ سم × ۱٫۸، بڑی مہر کا ناپ ۵٫۸ سم × ۴٫۵ ہے۔

پروفیسر حمید احمد خاں چوتھے شخص ہیں جنھوں نے اس نسخہ کا بغور مطالعہ کیا اور اپنے تاثرات قلمبند کئے ملاحظہ کیجئے:

"مفتی انوار الحق کا نسخہ شائع ہوا تو یہ حقیقت مخفی نہ رہی کہ مطبوعہ نسخہ قلمی نسخہ کی صحیح نقل نہیں ہے۔ اس بارے میں شاید سب سے بڑی قباحت یہ ہوئی کہ مفتی صاحب کے نسخہ میں کئی جگہ حاشیے کے اندراجات اور متن کے درمیان ضروری امتیاز قائم نہ رہ سکا چنانچہ صحیح صورت حال کی دریافت کے لئے قلمی نسخے کا معائنہ ضروری ہوگیا۔ اواخر اگست ۱۹۳۸ء میں حیدر آباد دکن کے ایک سفر سے واپس لاہور آتے ہوئے بھوپال ٹھہر گیا اور سرکاری کتب خانہ میں بیٹھ کر مطبوعہ نسخے اور قلمی نسخے کے اندراجات کا مقابلہ کرتا رہا۔ اس موقع پر مجھے اندازہ ہوا کہ حواشی اور متن کا فرق ملحوظ نہ رہنے سے قطع نظر، مطبوعہ نسخے میں ایک بڑا فتور یہ

پیدا ہوا ہے کہ قلمی نسخہ میں غزلیات کی ترتیب مطبوعہ نسخے تک پہنچتے پہنچتے کچھ کی کچھ ہوگئی ہے۔ (دیوان غالب نسخہ حمیدیہ — مرتبہ پروفیسر حمید احمد خاں۔ صفحہ ۲۰)

"قلمی دیوان کی کتابت نومبر ۱۸۲۱ء میں تکمیل کو پہنچی تھی، اس دیوان کے آخری صفحے اور دیوان کی آخری رباعی کے بعد سرخ روشنائی میں یہ خوشخط تحریر ملتی ہے: "دیوان من تصنیف مرزا صاحب وقبلہ المتخلص بہ اسد و غالب .... صورت اتمام یافت" دیوان کے آغاز سے پہلے جلد کے اندر حسب دستور جو سادہ اوراق لگائے گئے ہیں ان میں سے دو پر مولوی محمد فضل الحق کے نام مرزا غالب کے فارسی مکتوب بہ صنعت تعلیل (مشمولہ پنج آہنگ) کی بدخط نقل ہے۔ دیوان کے مندرجات کی ترتیب یوں ہے: پہلے ۴ قصائد ہیں پھر ۲۷۵ غزلیات اور ان کے بعد ۱۱ رباعیات۔ آخری رباعی ہے: "مشکل ہے زبس کلام میرا اے دل" چونکہ صرف یہی رباعی اور اس کے نیچے حافظ معین الدین کی مندرجہ بالا اختتامی تحریر آخری صفحہ پر آئی ہے اس لئے صفحہ کا تقریباً دو تہائی حصہ خالی رہ گیا ہے۔ خالی جگہ میں فوجدار محمد خاں کی ۱۲۴۸ھ کی مہر ثبت ہے، جس سے کم از کم یہ واضح ہوتا ہے کہ فوجدار محمد خاں کے کتب خانہ میں یہ دیوان تاریخ کتابت کے گیارہ بارہ برس بعد پہنچا۔ اسی بنا پر مفتی انوار الحق صاحب کا یہ قیاس محل نظر ہے کہ قلمی دیوان" غالباً رئیس وقت نواب غوث محمد خاں صاحب کے بیٹے میاں فوجدار محمد خاں صاحب

کے لئے لکھا گیا تھا" یہ امر بھی مشتبہ بلکہ بعید از قیاس ہے کہ دیوان کے حاشیے کے اضافے اور متن کی اصلاحیں ۱۲۴۸ھ کے بعد معرض تحریر میں آئیں یا دیوان کا یہ نسخہ بھوپال پہنچنے کے بعد مزید اندراجات کے لئے پھر کبھی دہلی بھیجا گیا۔ گمان غالب ہے کہ قلمی دیوان میں حاشیے کے اضافے اور متن کی ترمیمات ۱۲۳۷ھ اور ۱۲۴۸ھ کے درمیان درج ہو چکی تھیں اور دیوان ان ترمیمات و حواشی کے ساتھ ہی بھوپال پہنچا" (دیوان غالب نسخہ حمیدیہ مرتبہ پروفیسر حمید احمد خاں) ص ۱۸-۱۹

"....... مگر بعض اور مسائل ہیں جن کی تفتیش کے لئے یاران نکتہ داں کو صلائے عام دیے بغیر چارہ نظر نہیں آتا۔ عبد العلی عبد الصمد مظہر اور آغا علی جنھوں نے گاہ بگاہ دیوان کے کسی شعر پر صاد کیا ہے کون حضرات ہیں؟" (دیوان غالب نسخہ حمیدیہ۔ مرتبہ حمید احمد خاں صفحہ ۲۶)

مولانا امتیاز علی عرشی آخری شخص ہیں جنھوں نے نسخہ بھوپال کا مطالعہ کیا اور اس پر تفصیلی تحریری روشنی ڈالی۔ انھوں نے اس غرض سے انجمن ترقی اردو (ہند) کے اجلاس ناگپور (۱۹، ۲۰، ۲۱ جنوری ۱۹۴۴ء) سے واپسی پر یہاں دو دن قیام کیا اس نسخہ کے بارے میں تحریر کرتے ہیں:

"دیوان غالب[1] کے نسخوں میں سب سے پرانا اور اہم مخطوطہ یہی ہے میں نے انجمن ترقی اردو ہند کے اجلاس ناگپور سے واپسی میں خاص اس نسخے کو دیکھنے کے لئے بھوپال میں دو دن قیام کیا تھا۔ اس مختصر مدت میں اس گوہر بے بہا کی حالت بھی دیکھی اور اصل سے مطبوعہ نقل کا مقابلہ بھی کیا، حالت یہاں بیان کرتا ہوں"

"اس مخطوطے کا ناپ ۲۲ × ۲۹ x ۸ اور کاغذ کشمیری ہے۔ جدولیں

[1] نسخہ عرشی ص ۷۵

زنگین اور طلائی اور باریک لاجوردی ہے۔ روشنائی سیاہ اور عنوانات شنجرفی ہیں۔ شروع میں فوجدار محمد خاں بہادر (حاشیہ پر موصوف الذکر نواب غوث محمد خاں بہادر کے بیٹے اور نواب سکندر جہاں بیگم والیہ بھوپال کے چھوٹے ماموں تھے انھوں نے ذی الحجہ ۱۲۸۱ھ (مئی ۱۸۶۵ء) میں انتقال کیا) کی مہر ہے جس میں سنہ ۱۲۶۱ھ (۱۸۴۵ء) منقوش ہے۔ ابتدائی سادہ اوراق میں سب سے پہلے دو ورقوں پر وہ فارسی غیر منقوط خط نقل کیا گیا ہے جو میرزا صاحب نے مولانا فضل حق خیرآبادی مرحوم کو لکھا تھا ان دونوں ورقوں کے بعد دو اور انگریزی کاغذ کے ورق ہیں جن میں سے پہلے کے رخ ب میں شمسی کے اندر لکھا ہے: "دیوان ہذا..... خوشخط[1] دوسرے ورق کے رخ الف میں شمسی کے اندر فوجدار محمد خاں کی بڑی مہر ہے، جس میں بخط طغرا "فوجدار محمد خاں بہادر" منقوش ہے۔ اس مہر کا سن ۱۲۶۱ھ ہے۔ اصل دیوان کے ورق الف پر انھیں صاحب کی دو چھوٹی مہریں ثبت ہیں جن میں سنہ ۱۲۴۸ھ (۱۸۳۲ء) منقوش ہے۔ یہ مہر کتاب کے اندر بھی کئی جگہ نظر آتی ہے۔

"دیوان کا آغاز زنگین اور طلائی لوح کے تحت ہوا ہے اور شروع میں قصائد درج ہیں۔ سب سے پہلا قصیدہ فارسی کا ہے جس کا آغاز ہے "بہر ترویج جناب والی یوم الحساب" یہ قصیدہ ورق ۴ الف پر ختم ہو گیا ہے۔ اس کے بعد ۴ الف کی آخری سطر سے قصیدہ: "حیدری بہ تمہید بہار مغفرت" شروع ہوا ہے، جس کا آغاز ہے "ساز یک ذرہ نہیں فیض چمن سے بیکار" اس کا انجام ورق ۹

[1] مفتی انوار الحق صاحب کی تحریر دیکھیے۔

ب کی سطر ۲ پر ہوا ہے۔ اس کے بعد ایضاً فی المنقبت" کے عنوان سے
دوسرا اردو قصیدہ ملتا ہے جس کا آغاز ہے: "توڑے ہے عجز
تنک حوصلہ بر روی زمیں" یہ قصیدہ ورق ۹ ب کی سطر ۳
سے شروع ہوکر ورق ۱۲ ب پر ختم ہوا ہے۔ اس کے بعد اسی عنوان سے
تیسرا قصیدہ شروع ہوتا ہے جس کا آغاز ہے: "جو نہ نقد داغ دل
کی کرے شعلہ پاسبانی" یہ ورق ۱۲ ب کے سطر ۶ سے شروع ہوکر
ورق ۱۴ الف پر تمام ہوا۔

ورق ۱۵ ب سے دوسری رنگین طلائی لوح کے تحت غزلیں شروع
ہوئی ہیں۔ اس پورے حصہ میں دو غزلوں کے درمیان ایک سطر سادہ
چھوڑی گئی ہے۔ ان سادہ جگہوں میں معمولی خط میں جو بظاہر خود غالب
کا ہے جگہ جگہ "دلہ" لکھا گیا ہے۔

آخر میں کاتب نسخہ نے شنجرفی روشنائی سے لکھا ہے: "دیوان
من تصنیف .... صورت اتمام یافت"[1]

اس عبارت کے نیچے پھر فوجدار محمد خاں کی چھوٹی مہر ہے۔"

اس کے بعد عرشی صاحب لکھتے ہیں:

"دیوان کے متن اور حواشی دونوں جگہ اصلاحیں اور اضافے نظر
آتے ہیں۔ ان کا قلم روشنائی اور روشِ خط تینوں مختلف ہیں جس سے یقین
ہوجاتا ہے کہ یہ کام مختلف اوقات میں انجام دیا گیا ہے۔ دیوان کے

[1] مفتی انوارالحق صاحب کی تحریر دیکھئے۔

آخری سادہ اوراق میں بھی بعد کی کہی ہوئی غزلیں لکھی ہیں مگر یہ سب ردیف
یا کی ہیں۔ حک و اضافے کا خط جگہ جگہ میرزا صاحب کے اس خط سے
ملتا ہوا ہے جس سے ہم آشنا ہیں۔ لیکن بعض مقامات پر وہ بالیقین
میرزا صاحب کا نہیں معلوم ہوتا جس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ انھوں نے
سرخوشی یا کسی دوسری وجہ سے کسی اور سے بھی یہ کام لیا ہے۔

کچھ غزلوں کے آغاز کی سادہ جگہوں میں لفظ "غلط" لکھا گیا ہے
اور بعض غزلوں پر حرف "غ" اس طرح لکھا ہے کہ اس کا سر مطلع کے
دونوں مصرعوں کے بیچ میں آیا ہے اور دائرے نے ساری غزل کو گھیر
لیا ہے۔ یہ سب غزلیں وہ ہیں جو نسخۂ شیرانی میں شامل نہیں کی گئی ہیں
چند غزلوں کے مقابل حاشیہ پر "مکرر نوشتہ شد" لکھا ہوا ہے۔"

معلوم ہوتا ہے کہ یہ دیوان عبدالعلی نام کے کسی صاحب ذوق
کے مطالعے میں بھی رہ چکا ہے۔ انھوں نے کئی جگہ اپنی پسندیدگی اشعار
کا اظہار حاشیوں پر صاد بنا کر کیا ہے اور اکثر جگہ اس صاد کے ساتھ
اپنا نام بھی لکھ دیا ہے ..."

"ورق ۲۹ الف کے حاشیہ میں باریکے کے اندر لکھا ہے:
"محمد عبدالصمد مظہر" (ڈاکٹر عبداللطیف صاحب نے محمد عبدالصمد مظہر کا
ذکر نہیں کیا ہے بلکہ محمد حسین کا نام تحریر کیا ہے۔)

عرشی صاحب آخر میں یہ نتیجہ نکالتے ہیں:

"مفتی صاحب کی رائے میں یہ نسخہ لکھا تو گیا تھا فوجدار محمد خاں بہادر
بھوپالی کے لئے، لیکن کم سے کم ایک بار اور ممکن ہے چند مرتبہ

تصحیح اور ترمیم کی غرض سے غالبؔ کے پاس بھی گیا اور نظر سے گذرا لیکن فی الحقیقت یہ میرزا صاحب ہی کے لئے لکھا گیا تھا اور نسخہ شیرانی کی تیاری تک اُنھیں کے پاس رہا تھا۔ اس کے بعد عبد العلی صاحب اور عبد الصمد مظہر کے پاس ہوتا ہوا فوجدار محمد خاں بہادر کے کتاب خانے میں پہنچا۔ بھوپال پہنچنے کا زمانہ کیا تھا، اس بارے میں کچھ نہیں کہا جا سکتا، لیکن ۱۲۴۸ھ والی مہر بتاتی ہے کہ بہر حال اس سال کے بعد ہی اسے وہاں باریابی حاصل ہوئی ہوگی۔"

مولانا عرشی نے رائے تو قائم کی لیکن ثبوت پیش نہیں کر سکے اس لئے نسخہ کی فوجدار محمد خاں تک پہنچنے کی کیفیت صحیح طور پر معلوم نہیں ہو سکی۔

نسخہ بھوپال ثانی

(بیاض غالب)

۷ راپریل کے روزنامہ الجمعیتہ میں دیوان غالب بخط غالب کا اشتہار شائع ہوا اور پھر ۱۶ راپریل کو دیوان غالب کے ملنے کی خبر انگریزی، اردو، ہندی اخبارات اور ریڈیو کے ذریعہ مشتہر ہوئی اور غالب سے دلچسپی رکھنے والے حضرات کو عجیب عالم میں مبتلا کر گئی۔ ۲۲ر اپریل ۱۹۶۹ء کے "ہماری زبان" میں جناب نثار احمد فاروقی صاحب کا مراسلہ —— "دیوان غالب کا ایک اہم ترین مخطوطہ" کی سرخی سے شائع ہوا۔ جس نے اس نسخہ کا پہلی بار مختصر اسہی لیکن تعارف کرایا۔ لیکن یہ پتہ نہ چل سکا کہ نسخہ کہاں سے حاصل ہوا۔ البتہ یکم جون ۱۹۶۹ء کے "ہماری زبان" میں جناب اکبر علی خاں کے مراسلے نے اس حقیقت کو اس طرح روشن کیا:

"......... اس لئے یہ بھی اطلاع دینا ضروری جانتا ہوں کہ زیر بحث نسخہ بھی نسخہ حمیدیہ کی اصل کی طرح بھوپال سے ملا ہے۔ گویا بھوپال کو غالبؔ کے اردو کلام کے محفوظ رکھنے کا شرف دوبار حاصل ہوا۔"

اس کے بعد جناب توفیق احمد چشتی قادری کا مراسلہ ہماری زبان ۱۵ر جون ۱۹۶۹ء میں شائع ہوا۔ جس میں انھوں نے یہ بھی اقرار کیا:

"......... اس لئے اہل علم کی اطلاع کے لئے میں یہ بیان شائع کر رہا ہوں۔ مجھے یہ نسخہ ۵ر اپریل ۱۹۶۹ء کو بھوپال سے ملا تھا اور میں نے ۷ر اپریل ۱۹۶۹ء کے اخبار الجمعیۃ میں اس کا اعلان کیا تھا"

لیکن اب تک یہ بات صاف نہیں ہوئی تھی کہ بھوپال میں کہاں سے یہ نسخہ حاصل کیا گیا ویسے اس شہر میں یہ بات مشہور ہو چکی تھی کہ قاری شفیق الحسن خان فضلی صاحب کے پاس یہ دیوان تھا جس کا ذکر انھوں نے کئی اصحاب سے کیا تھا۔

اس نسخہ کا پہلا تفصیلی تعارف نثار احمد فاروقی صاحب کے مضمون ——— " دیوان غالب کا ایک نادر مخطوطہ " سے ہوا، جو جون ۱۹۶۹ء کے آجکل دہلی میں شائع ہوا ہے۔ جس میں انھوں نے اس نسخہ کی مندرجہ ذیل خصوصیات بتائی ہیں ———

یہ قلمی دیوان خود غالب کے قلم سے ہے۔ البتہ چند اوراق کے حاشیہ پر دوسرے قلم سے کچھ غزلیں بڑھائی گئی ہیں۔ اس میں غالب کی زندگی کے اس دور کا کلام درج ہے جبکہ وہ اسد تخلص کرتے تھے۔ ہاں بعد میں کچھ غزلوں میں اسد کی جگہ "غالب" نے لینے کی کوشش کی ہے۔ اس وقت ان کی عمر ۲۰، ۲۱ سال کی ہوگی۔ یہ بات بھی ظاہر ہوتی ہے کہ نسخہ بھوپال (نسخہ حمیدیہ) اس (بیاض غالب) کا نقش ثانی ہے۔ اس میں جن اشعار یا مصرعوں کی اصلاح کی گئی ہے وہ بیاض غالب یعنی نسخہ بھوپال ثانی میں موجود ہے اور جن اشعار یا غزل کو حذف کر دیا گیا ہے وہ نسخۂ بھوپال میں موجود نہیں ہے نثار احمد فاروقی صاحب نے غیر مطبوعہ غزلوں کی تعداد ۱۵ بتائی ہے۔ نسخہ پر ترقیمہ کی عبارت موجود ہے، لیکن سنہ درج نہیں ہے۔ شروع کے اوراق میں "اسد" شنگرفی روشنائی سے لکھنے کے لئے جگہ چھوڑ دی گئی ہے۔ اس لئے وہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ " ممکن ہے سنہ کے اعداد بھی شنگرفی روشنائی سے لکھنے کا ارادہ ہو"۔ ورق ۲۸ الف پر ایک جگہ وسط صفحہ پر

اشعار کے نیچے لکھا ہے " تا اینجا نوشتہ ام " اور دوسری سطر میں لکھا ہے " از اینجا شروع " "اس عبارت سے جلال الدین صاحب (ارکائیوز آلہ آباد) کو یہ دھوکا ہو گیا کہ یہاں تک غالب کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے اور اس کے بعد دوسرے شخص کے قلم سے لکھا گیا ہے"۔

نثار احمد فاروقی صاحب یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ " نسخہ امروہہ (نسخہ بھوپال ثانی) میں ترمیم و تنسیخ کرنے کے بعد غالب نے نسخہ حمیدیہ کا متن (نسخہ بھوپال) تیار کرنا شروع کیا اور جہاں "تا اینجا نوشتہ ام" لکھا ہے وہاں تک نسخہ حمیدیہ کو اپنے قلم سے نقل کیا، بعد میں انھیں کوئی کاتب مل گیا تو اسے یادداشت کے طور پر " از ایں جا شروع " لکھ کر نسخہ امروہہ (نسخہ بھوپال ثانی) حوالے کر دیا۔ ورنہ یہ نسخہ دو کاتبوں کا لکھا ہوا نہیں ہے " اور پھر یہ نتیجہ بھی نکالا ہے کہ "نسخہ حمیدیہ کی پہلی نقل کا کچھ حصہ غالب نے خود نقل کیا تھا، لہذا یہ نسخہ بھی کہیں موجود ہوگا۔ ممکن ہے کبھی نہ کبھی سامنے آجائے" اس نسخہ کی دریافت سے نسخہ حمیدیہ کی غلطیوں کی اصلاح آسانی سے کی جاسکیگی۔ اس بات کا پتہ بھی چلتا ہے کہ نسخہ بھوپال سے پہلے انھوں نے کس طرح کے اشعار کہے اور بعد میں کس طرح کی اصلاح کی گئی۔ عام طور سے یہ بات مشہور ہے کہ " غالب کا متداول دیوان مولانا فضل حق خیرآبادی اور مرزا جان کوتوال کی فرمائش بلکہ فہمائش سے تیار ہوا "۔ "...... لیکن یہ بالکل عمر کی پختگی کے زمانے میں ہوا اور نسخہ امروہہ (نسخہ بھوپال ثانی) کی ترتیب یقیناً ۱۸۱۶ اور ۱۸۱۸ کے درمیان ہو چکی تھی" اس نسخے میں " غالب نے کچھ غزلیں بالکل حذف کر دی ہیں یا غزلوں کے بعض اشعار ساقط کر دیئے ہیں۔ ایسے اشعار کی تعداد دو سو کے لگ بھگ ہوگی۔ نسخہ کی کیفیت اس طرح بتائی ہے:

" یہ نسخہ بہت اچھی حالت میں ہے اس میں ۵ × ۷ کے ۶۳ اوراق ہیں

ہر صفحہ پر اوسطاً تین کالم بنائے ہیں اور ہر کالم میں تقریباً ۹ نو سطریں ہیں۔ ورق الف ب شنگرفی روشنائی سے لکھا ہے۔ "غزلوں کی کل تعداد ۲۶۰ ہے" "رباعیات فارسی کی تعداد ۱۳ ہے جن میں ایک مطبوعہ ہے اور ۱۱ رباعیاں اُردو کی ہیں، ان میں ایک غیر مطبوعہ ہے۔"

غزلوں اور رباعیوں کے اشعار کی مجموعی تعداد ۱۷۱۳ بتائی ہے۔ نسخے کی ترتیب اور کتابت کے سلسلے میں لکھتے ہیں کہ "ایک اندرونی شہادت سے انتاطے ہے کہ یہ نسخہ یکم صفر ۱۲۳۵ھ (مطابق ۱۹ نومبر ۱۸۱۹ء) سے پہلے وجود میں آچکا تھا" نثار احمد فاروقی کا اشارہ اس یادداشت کی طرف ہے "لعل خاں تاریخ اول صفر سنہ ۱۲۳۵ھ در ماہہ ۸ عیا"

جولائی سنہ ۱۹۶۹ء کے آجکل میں مولانا امتیاز علی عرشی صاحب کا مضمون "غالب کا خود نقل کردہ نسخہ دیوان اردو" شائع ہوا جس میں تحریر کرتے ہیں؛

"اس نسخہ میں ۶۳ ورق ہیں۔ غزلوں کا اندراج بیشتر ترچھا بیاض نما ہے مکتوبہ حصہ کا طول ۴،۶ اور عرض ۴،۲ انچ ہے۔ اگر حاشیہ کو بھی ناپ میں شامل کر لیا جائے تو طول ۹ انچ اور عرض ۶،۲ انچ ہے۔"

عرشی صاحب نے غزل کی تعداد ۲۵۴ بتائی ہے۔ اُردو اور فارسی کی رباعیوں کی تعداد وہی ہے جو نثار احمد فاروقی صاحب نے بتائی ہے۔ عرشی صاحب نے بیس غزلیں بارہ فارسی رباعیاں اور ۲ اردو رباعیاں غیر مطبوعہ بتائی ہیں۔ اُنھوں نے یہ بھی تحریر کیا ہے کہ "اس نسخے کی تمام اصلاحیں بالیقین غالب کے معروف خط میں خود اپنے ہاتھ کی ہیں۔ دوسری بات یہ کہ نہ صرف اس کی ترمیمیں اور اصلاحیں بلکہ پورا نسخہ شاعر کے قلم کا نوشتہ ہے" یہی بات نثار احمد فاروقی صاحب نے کہی ہے۔

دیوان کی تاریخ کتابت بتلاتے ہوئے عرشی صاحب لکھتے ہیں "لہذا ہم باطمینان یہ کہہ سکتے ہیں کہ نسخہ مذکور میرزا صاحب نے منگل ۱۴ رجب سنہ ۱۲۳۱ھ کو تمام کیا جو ۱۱ جون ۱۸۱۶ء کے مطابق ہے" لیکن عرشی صاحب محترم نے یہ کہیں نہیں بتایا کہ یہ نسخہ کہاں سے دریافت ہوا ہے۔

اپنے مضمون کو ختم کرتے ہوئے عرشی صاحب تحریر کرتے ہیں:

"یہ بات اوپر بیان کی جا چکی ہے کہ میرزا صاحب رجب ۱۲۱۲ھ میں پیدا ہوئے تھے اور اس دیوان کے اتمام کے وقت ان کی عمر قمری حساب سے ۱۹ برس کی ہوگی۔ دیوان کی غزلوں کو پڑھ کر حیرت ہوتی ہے کہ اتنی کم عمری میں خاصے مقامات پر شاعر کا تخیل کتنا گہرا اور طرز ادا کتنی دلآویز اور پختہ ہے۔ اگر حمیدیہ[1] گم نہ ہوا ہوتا تب بھی یہ نسخہ اس لئے قابل قدر تسلیم کیا جاتا کہ یہ اقدم بھی تھا اور خود بقلم شاعر بھی۔ لیکن اب تو صرف یہی نسخہ ہے جو ہر لحاظ سے بے بہا اور نایاب ہے"

نسخہ بھوپال ثانی ہی کی مدد سے اکبر علی خاں صاحب کو نسخہ کلکتہ کی جستجو ہوئی۔ چنانچہ اُنھوں نے ایک مضمون "غالب کا دریافت طلب مخطوطہ دیوان اردو۔ نسخہ کلکتہ" تحریر کیا جو ستمبر سنہ ۱۹۶۹ء کے تحریک دہلی میں شائع ہوا۔ اس مضمون سے بھی نسخہ بھوپال ثانی پر کافی روشنی پڑتی ہے۔

اس سلسلہ کا چوتھا مضمون "دیوان غالب نسخہ امروہہ" ہے جو نثار احمد فاروقی کا لکھا ہوا ہے اور ستمبر اکتوبر ۱۹۶۹ء کے مطالعہ پٹنہ میں شائع ہوا ہے۔ جس میں نثار صاحب نے غیر مطبوعہ بیس غزلوں ۱۲ فارسی رباعیوں اور ۲ اردو رباعیوں کی طرف اشارہ کیا ہے اور کل غزلوں کی تعداد ۲۵۳ بتائی ہے اور اشعار کی مجموعی تعداد ۱۶۵۴ لکھی ہے۔

---

[1] نسخہ بھوپال

غزلوں اور اشعار کی تعداد کے سلسلہ میں ڈاکٹر گیان چند جین صاحب کا مضمون "غالب کا خود نوشت دیوان" مطبوعہ ہماری زبان ۸ نومبر ۱۹۶۹ء اہم ہے۔ انھوں نے حسب ذ تعداد تحریر کی ہے :

غزلیات متن کی تعداد	۲۳۷	اشعار	۵۵۴
غزلیات حاشیہ	۱۳	اشعار	۱۲۲
	۲۵۰		۶۷۶

غیر مطبوعہ کلام : ۲۴ غزلیں ۱۳۶ اشعار ۲۴ متفرق شعر کل ۱۶۰ ان کے علاوہ اُردو رباعیات ۱۱ دو غیر مطبوعہ، فارسی رباعیات ۱۳، ۱۲ غیر مطب ہیں۔ بیاض غالب (نقوش غالب نمبر۲) میں کل غزلوں کی تعداد نثار احمد فار نے ۲۵۳، رباعیات فارسی ۱۳، رباعیات اُردو ۱۱ اور غیر مطبوعہ غزلیں اردو رباعی ۱ اور فارسی رباعی ۱۲ لکھی ہیں اور کل اشعار غزلیات کی تعداد ۵۴ بتائی ہے۔

مجھے ۲۵ ایسی غزلیں ملی ہیں جو نسخہ حمیدہ (نسخہ بھوپال) میں درج نہیں دو اردو رباعیاں، ۱۲ فارسی رباعیاں۔

نسخہ بھوپال ثانی کے سنہ کتابت کے سلسلے میں اکبر علی خاں صاحب کی تحر اور اہم ہے۔ وہ سنہ کتابت کی دریافت میں جن منزلوں سے گزر رہے ہیں ا نتیجہ پر پہنچے ہیں ملاحظہ کیجیے :

"تعینِ سنہ کتابت میں جو امور ممد و معاون ہوئے ہیں وہ درج ذیل ہیں :

عا نو دریافت دیوان غالب کے سنہ کتابت کا مسئلہ۔ تحریک : مارچ ۱۹۷۰ء

" نو دریافت مخطوطے کے کلام کی قرأت بڑی حد تک ابتدائی ہے اور مخطوطۂ بھوپال میں اکثر جگہ نو دریافت دیوان سے مختلف اور اصلاحی قرأت درج ہوئی ہے۔ نیز مخطوطہ بھوپال کے متن میں تقریبًا تمام وہ اصلاحیں جگہ پاگئیں ہیں جو نو دریافت مخطوطے کے اصل متن میں کبھی غالب نے خود اپنے ہی قلم سے کی تھیں، مخطوطۂ بھوپال کی کتابت ۵ صفر ۱۲۳۷ھ مطابق یکم نومبر ۱۸۲۱ء کو تمام ہوئی اس لئے نو دریافت مخطوطے کی اصلاحوں کے مخطوطۂ بھوپال میں پائے جانے کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ نو دریافت مخطوطہ بھوپال کے مخطوطے سے پہلے مرتب اور کتابت ہو چکا تھا "

" نو دریافت مخطوطے کے حاشیۂ ورق ۱۴۱ الف پر بخط غالب ایک یادداشت ۱۲۳۵ھ کی درج ہوئی ہے جس کی تاریخ یکم صفر ہے اس سے لازم آتا ہے کہ نو دریافت دیوان اس تاریخ سے پہلے ہی کتابت ہو چکا تھا "

" اب ہمیں ۱۲۳۵ھ سے قبل کوئی سنہ تلاش کرنا چاہیئے جس میں ۱۴ رجب اور شنبہ یکجا ہوتے ہیں "

" اس سنہ کی تلاش میں ہمیں اس حقیقت سے رہنمائی ملتی ہے کہ مخطوطے کے اصل متن کی تمام غزلوں کے مقطعوں میں صرف اسد تخلّص نظم ہوا ہے۔ کسی ایک مقام پر بھی غالب تخلّص نہیں ملتا۔ ہاں یہ ضرور ہوا ہے کہ اسد تخلّص کو ہٹا کر اس جگہ غالب تخلّص رکھنے کی کوشش میں مصرع کی شکل میں تبدیلی کی گئی ہے۔ مثلاً ایک قطعہ کا مصرع اول اصلاً یوں تھا:

جنون فرقت یارانِ رفتہ ہے کہ اسد

پھر "کہ اسد" کو قلمزد کر کے اس کے بجائے غالب کو لکھدیا گیا اور مصرع یوں ہوگیا: جُنونِ فرقتِ یارانِ رفتہ ہے غالب

اس صورت حال سے پتہ چلتا ہے کہ نو دریافت مخطوطے کی تکمیل تک غالب تخلّص اختیار نہیں کیا گیا تھا۔ چنانچہ یہ تخلّص نہ متن دیوان میں مرقوم ہو سکا نہ ترقیمے میں مذکور ہوا۔ اس لئے ہمیں پہلے یہ طے کرنا ہوگا کہ غالب تخلّص کا اختیار کرنا کس سنہ کا واقعہ ہے۔ غالب کے تمام محققین اس مسئلے میں خاموش ہیں"۔

"میں عرض کرتا ہوں کہ غالب نے سنہ ۱۲۳۱ھ میں دو مہریں یکے بعد دیگرے نقش کرائیں۔ پہلی پر "اسد اللہ خاں عرف مرزا نوشہ ۱۲۳۱ھ" اور دوسری پر "اسد اللہ الغالب ۱۲۳۱ھ" کندہ ہوا۔ سوال یہ ہے کہ ایک ہی سنہ میں دو مہریں نقش کرانے کی وجہ کیا تھی ......"

"اب یہی مشکل باقی رہ جاتی ہے کہ غالب کو پہلی مُہر کے ساتھ ایک نئی مُہر کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ وہ پہلی عبارت میں ترمیم چاہتے تھے، اس ترمیم کی وجہ یہ تھی کہ اُنھوں نے ۱۲۳۱ھ کی کسی تاریخ میں غالب تخلص اختیار کیا تو با تخلّص مہر نقش کرانے کا بھی خیال آیا۔ اگر وہ نو دریافت مخطوطے کے ترقیمے میں مندرج یوم و تاریخ و ماہ سے قبل غالب تخلّص طے کر چکے ہوتے تو ترقیمے میں اسد کے ساتھ غالب تخلّص بھی لازماً مذکور ہوتا۔ جیسا کہ مخطوطۂ بھوپال کے ترقیمے میں موجود ہے۔ اس لئے ہمیں تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ غالب تخلّص ۱۲۳۱ھ میں اختیار کیا گیا مگر رجب کی ۱۴ تاریخ کے بعد"۔

"غالب تخلّص اختیار کرنے کا سنہ متعین ہو جانے کا لازمی نتیجہ یہ نکلا کہ نو دریافت مخطوطہ بھی قطعی طور پر سنہ ۱۲۳۱ھ میں مرتب اور کتابت ہوا۔ اس وقت غالب ۱۹ برس کے نوجوان تھے"۔

نسخہ بھوپال کی ابتدا اس طرح ہوئی ہے:

یا علی المرتضیٰ علیہ وعلی اولاد الصلوٰۃ والسّلام

یا حسن   بسم اللہ الرحمٰن الرحیم   یا حسین

ابو العالی میرزا عبد القادر بیدل رضی اللہ عنہ

پہلی غزل ع : نقش فریادی ہے کس کی شوخیٔ تحریر کا   کاغذی ہے پیرہن ہر پیکر تصویر کا

نسخہ کا اختتام اس عبارت پر ہوتا ہے:

بتاریخ چہاردہم رجب المرجب یوم سہ شنبہ سنہ ہجری وقت دوپہر روز باقیماندہ فقیر بیدل اسد اللہ خاں عرف مرزا نوشہ متخلص بہ اسد عفی عنہ از تحریر دیوان حسرت عنوان خود فراغت یافتہ بہ فکر کاوش مضامین دیگر رجوع بجناب روح میرزا علیہ رحمۃ آورد۔ فقط ۵

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اصلاحات نسخہ بھوپال ثانی

(وہ اصلاحات جو مرزا غالب نے نسخہ بھوپال ثانی (بیاض غالب) میں اپنے قلم سے کی ہیں)

(اصلاح: ہمیشہ)
غزل[1] ۴/۳ شعر — نہیں ہے بازگشت سیلہا، جز جانبِ دریا — درعالم دیدۂ گریاں کو آب رفتہ در جو تھا

(اصلاح: ادگی اک پنبۂ روزن سے بھی چشم سفید آخر)
〃 ۵/۲ — اُگے چشم سفید از پنبۂ روزن تماشا ہے — حیا کو، انتظار جلوہ ریزی کے کمیں پایا

(اصلاح: اسیر بے زبانی ہوں مگر صیاد بے پروا)
〃 ۱۵/۳ — گرفتاران الفت بے زباں ہیں کاش صیاد سے — بدام جوہر آئینہ ہو جاوے شکار اپنا

(اصلاح: حیرت اپنے نالۂ بیدرد سے غفلت بنی)
〃 ۱۶/۳ — حیرت از شور فغان بے اثر غفلت ہوئی — راہ خوابیدہ کو غوغائے جرس افسانہ تھا

(اصلاح: شب تری تاثیر سحر شعلۂ آواز سے)
〃 ۱۶/۵ — از نفس گرمی سحر شعلۂ آواز میں — تار شمع، آہنگ مضراب پر پرواز تھا

(اصلاح: شرر فرصت نگہہ، سامان یک عالم چراغاں ہے)
〃 ۲۱/۴ — شرار فرصتِ سرمایۂ چمن چراغاں ہے — بقدر رنگ یاں گردش میں ہے پیمانہ محفل کا

(اصلاح: ہر صریر خامہ میں یک نالۂ ناقوس تھا)
〃 ۳۶/۴ — بت پرستی ہے بہار نقشبندی جہاں — از صریر خامہ پیدا نالۂ ناقوس تھا

(اصلاح: زمزمہ فرصت نے — رشتہ بر ساز)
〃 ۳۷/۹ — وہ نفس ہوں کہ اسد مطربِ دل نے مجھ سے — ساز پر رشتہ پئے نغمۂ بیدل باندھا

---

[1] غزلوں کی ترتیب بیاض غالب (نقوش غالب نمبر حصہ دوم) کی ترتیب کے مطابق ہے

(اصلاح: انداز نالہ یاد ہیں سب مجھ کو پر اسد)
۳۸/۷ — دردا کہ اختلاط کے قابل نہیں رہا — جس دل پہ ناز تھا مجھے وہ دل نہیں رہا

(اصلاح: تہمت نگہہ کی)
۶۰/۴ — میں اور وہ بے سبب رنج آشنا دشمن کہ باندھے ہے — شعاع مہر سے جرم نظارہ چشم روزن پر

(اصلاح: نیم رنگی ہائے شمع، محفل خوباں سے ہے)
۸۱/۲ — ہے بہ بزم گل رخاں از نیم رنگی ہائے شمع — پیچک مہ صرف چاک پردۂ فانوس ہیں

(اصلاح: غیروں سے اُسے گرم سخن دیکھ کے غالب)
۱۰۰/۶ — غیروں سے اسد گرم سخن دیکھ کے اس کو — ہیں رشک سے جوں آتش خاموش ہا گرم

(اصلاح: برنگ سایہ ہمیں بندگی میں ہے تسلیم)
۱۱۲/۸ — کمال بندگی آیا ہے شیوۂ تسلیم — کہ داغ دل بجبین کشادہ رکھتے ہیں

(اصلاح: ہوئی یہ بیخودی چشم و زباں کو تیرے جلوے سے — کہ طوطی قفل زنگ آلودہ ہے)
۱۱۴/۲ — سخن حیراں، تحیر پرفشاں، پرواز بیگانہ — کہ طوطی ہے قفل زنگ بستہ آئینہ خانے میں

(اصلاح: بزم غالب اس قدر)
۱۳۳/۹ — نہ دیکھیں روئے یک دل سرد غیر از شمع کافوری — خدایا اس قدر بزم اسد گرم تماشا ہو

(اصلاح: مگر طوفاں مے میں پیچش)
۱۳۴/۱ — مبادا بے تکلف فصل کا برگ و نوا گم ہو — خوشا عالم کہ در طوفان مے موج صبا گم ہو

(اصلاح: ہوئی ہے ناتوانی، بیدماغ شوخی مطلب)
۱۳۴/۴ — دماغ سنگ بر سر کوفتن کو عجز تسلیمی — جبیں میں در لباس سجدہ آ دست دعا گم ہو

(اصلاح: بلاگردان تمکینی بتاں، صد موجۂ گوہر)
۱۳۴/۶ — صفائے موج گوہر بلاگردان تمکینی — عرق بھی جن کے عارض پر بتکلیف حیا گم ہو

(اصلاح: غالب سوزش)
۱۵۰/۶ — بیاد گرمی صحبت برنگِ شعلہ دہکے ہے — چھپاؤں کیونکہ سوزش اے اسد داغ نمایاں کی

(اصلاح: نے)
۱۵۱/۷ — اسد کو بوریے میں دھر کے پھونکا موج ہستی نے — فقیری میں بھی باقی ہے شرارت نوجوانی کی

(اصلاح: اپنی مستی)
۱۵۲ — اپنی ہستی ہی سے ہو جو کچھ ہو — آگہی گر نہیں غفلت ہی سہی

(اصلاح: غالب زبسکہ سوکھ گئے اشک چشم میں)
۱۵۵/۵ — زبسکہ اشک سوکھ گئے چشم میں اسد — آنسو کی بوند گوہر نایاب ہو گئی

(اصلاح: وہ گل جس گلستاں میں جلوہ فرمائی کرے غالب)
۱۵۶/۶ — اسد وہ گل کرے جس گلستاں میں جلوہ فرمائی — چٹکنا غنچۂ گل کا صدائے خندۂ دل ہے

غزل ۱۵۹ شعر ۶	نہ حیرت چشمِ ساقی کی نہ صحبت دورِ ساغر کی	میری محفل میں غالب اسد محفل میں میری گردشِ افلاک باقی ہے
،، ۱۷۰ / ۱	چشمِ خوباں مے فروشِ نشہ زارِ ناز ہے	سرمہ گویا دود موج سرمہ دودِ نیچہ شاں شعلۂ آواز ہے
،، ۱۷۹ / ۵	مغرور ہوا غالب وہ دیکھ کے حسن اپنا ہوتا ہے اسد مغرور	صد جلوۂ آئینہ یک صبح جدائی ہے
،، ۱۸۸ / ۶	بزمِ ہستی وہ تماشا ہے کہ غالب ہم جسے بزمِ ہستی وہ تماشاگاہ ہے جس کو اسد	دیکھتے ہیں چشم از خوابِ عدم نکشادہ ہے
،، ۱۹۹ / ۱	۱؎ ہر قدم دوریٔ منزل ہے نمایاں مجھ سے	میری رفتار سے بھاگے ہے بیاباں مجھ سے
،، ۲۱۵ / ۵	سمجھ اس فصل میں کوتاہی نشو و نما غالب اسد اس فصل میں کوتاہی نشو و نما سمجھو	اگر گل سرو کے قامت (پہ) پیراہن نہ ہو جاوے اگر گل برقدِ شمشاد پیراہن نہ ہو جاوے
،، ۲۲۱ / ۵	ہم آئے ہیں غالب رہِ اقلیمِ عدم سے آئے ہیں اسد ہم رہِ اقلیمِ عدم سے	یہ تیرگیٔ حال لباسِ سفری ہے
،، ۲۵۱ / ۳	حسن و رعنائی میں باہم صد سرو گردی ہے فرق	سرو کے قامت پہ برقدِ شمشاد گل یک دامن کوتاہ ہے

۱؎ یہ مطلع لکھ کر کاٹ دیا گیا ہے۔

اصلاحاتِ نسخۂ بھوپال

در آتش

لذتِ ایجادِ ناز افسونِ عرضِ ذوقِ قتل — نعل آتش میں ہے تیغِ یار سے نخچیر کا ۱

تماشا — جز مژہ

وحشتِ خوابِ عدم شورِ تماشہ ہے اسد — جو مزہ جوہر نہیں آئینۂ تعبیر کا

زنجیری

جنوں گرمِ انتظار و نالہ بیتابی کمند آیا — سویدا تا بلب زنجیر سے دودِ سپند آیا ۲

بہ استقبالِ تمثالِ زماہ اختر فشاں شوخی — تماشا

مہ اختر فشاں کی بہرِ استقبال آنکھوں سے — تماشہ کشورِ آئینہ میں آئینہ بند آیا

حاصل

عدم ہے خیر خواہِ جلوہ کو زندانِ بیتابی — خرامِ ناز برقِ خرمنِ سعیِ سپند آیا

برُو

ہوئی جس کو بہارِ فرصتِ ہستی سے آگاہی — برنگِ لالہ جامِ بادہ بر محمل پسند آیا

ہائے تب خال

ضبطِ گریہ گہرِ آبلہ لایا آخر — پائے صد موج بطوفانکدۂ دل باندھا ۳

۴؎ داغ اے حاجتِ بے درد کہ در عرضِ حیا

حیف اے ننگِ تمنا کہ پئے عرضِ حیا — یک عرق آئینہ بر جبہۂ سائل باندھا

معلوم

تپش آئینہ پرواز تمنا لائی — نامۂ شوق بہ بالِ پرِ بسمل باندھا

۱؎ نسخۂ حمیدیہ ص۱، ۲؎ ص۲، ۳؎ ص۷۔ ۴؎ یہ مصرعہ نسخۂ حمیدیہ کے صفحہ ۷ کے حاشیہ پر درج ہے۔

وہ نفس ہوں کہ اسدؔ مطرب دل نے مجھ سے
مطربِ دل نے مرے تارِ نفس سے غالبؔ — سازپر رشتہ پئے نغمۂ بیدل باندھا

میں — نگہہ
وال خود آرائی کو تھا موتی پرونے کا خیال — یاں ہجومِ اشک سے تارِ نظر نایاب تھا ۱
تھی — سیماب
لے زمیں سے آسماں تک فرشِ تھیں بیتابیاں — شوخیِ بارش سے مہ فوارۂ سیلاب تھا

گرمیٔ برقِ تپش سے زہرۂ دل آب تھا
شب کہ برقِ سوزِ دل سے زہرۂ ابر آب تھا — شعلۂ جوالہ ۔ ہر یک حلقۂ گرداب تھا ۲

زبانی — مگر — ہوجاوے
اسیرِ بے زباں ہوں کاشکے صیاد بے پروا — بہ دامِ جوہرِ آئینہ ہوجائے شکار اپنا ۳
شوق
مگر ہو مانعِ دامن کشی ذوقِ خود آرائی — ہوا ہے نقشِ بندِ آئینہ سنگِ مزار اپنا
کوششہا
اگر آسودگی ہے مدعائے رنجِ بیتابی — نثارِ گردشِ پیمانۂ مے روزگار اپنا

رہ
جہاں مٹ جائے سعیِ دیدِ خضرِ آبادِ آسائش — بجیبِ ہر نگہ پنہاں ہے حاصل رہنمائی کا ۴
معزول
بعجز آبادِ وہمِ مدعا تسلیمِ شوخی ہے — تغافل کو نہ کر ۵ مصروفِ تمکیں آزمائی کا
غوغا
دہانِ ہر بتِ پیغارہ جو زنجیرِ رسوائی — عدم تک بے وفا چرچا ہے تیری بیوفائی کا

نسخۂ حمیدیہ ۱ صـ۹ ، ۲ صـ۱۰ ، ۳ صـ۱۱ ، ۴ صـ۱۲ ، ۵ نسخۂ بھوپال کے حاشیہ پر "مصروف" کی جگہ "معزول" تھا۔

گیا
تمنائے زباں محوِ سپاسِ بے زبانی ہے — مٹا جس سے تقاضا شکوۂ بیدست و پائی کا ۱

ذوق
زبس خوں گشتۂ رشکِ وفا تھا وہم بسمل کا — چرایا زخمہائے دل نے پانی تیغِ قاتل کا ۲
ہے — میں ہوں خمیازہ
بقدرِ ظرف ہے ساقی خمارِ تشنہ کامی بھی — جو تو دریائے مے ہے تو میں خمیازہ ہوں ساحل کا
(اسدؔ) افسوس و دردِ ناآشناسی ہائے گمراہی
مجھے راہِ سخن میں خوفِ گمراہی نہیں غالبؔ — عصائے خضرِ صحرائے سخن ہے خامہ بیدل کا

چہ ظاہر چہ باطن تکلف تاسف
بصورت تکلف ۔ بمعنی تاسف — اسدؔ میں تبسم ہوں پژمردگاں کا ۴

ہو
حریفِ جوششِ دریا نہیں خودداریِ ساحل — جہاں ساقی ہے تو باطل ہے دعویٰ ہوشیاری کا ۵

خارِ گل بُن دردہاں
گر وہ مستِ نازِ تمکیں دے صلائے عرضِ حال — خارِ گل، بہرِ دہانِ گُل زباں ہو جائیگا ۶
مثل
گر نگاہِ گرم فرماتی رہی تعلیمِ ضبط — شعلہ خس میں جیسے خوں در رگ نہاں ہو جائیگا
ہی دانا ہے اسدؔ
فائدہ کیا سوچ آخر تو بھی ہے دانا اسدؔ — دوستی ناداں کی ہے جی کا زیاں ہو جائیگا

۱ نسخۂ حمیدیہ صـ۱۲ ، ۲ صـ۱۶ ، ۳ نسخۂ حمیدیہ کے حاشیہ پر درج ہے۔ متن میں پہلے یہ مصرع یوں لکھا گیا تھا "مجھے اس قطع رہ میں الخ" اسے کاٹ کر یہ اصلاح کی گئی ہے۔ ۴ صـ۱۷ ، ۵ صـ۱۸ ، ۶ صـ۲۱

اخگر
گرمیٔ دولت ہوئی آتش زنِ نامِ نکو — خانۂ خاتم میں یاقوتِ نگیں اختر ہوا ١
فتنہ ریز — گردش
نشہ میں گم کردہ راہ آیا وہ مستِ فتنہ خو — آج رنگِ رفتہ دورِ گردشِ ساغر ہوا

ذوق
دود میرا سنبلستاں سے کرے ہے ہمسری — بسکہ شوقِ آتشِ گل سے سراپا جل گیا ٢

تر
جاں دادگاں کا حوصلہ فرصتِ گداز ہے — یاں عرصۂ طپیدنِ بسمل نہیں رہا ٣

بساط
بے دماغِ تپشِ رشک ہوں اے جلوۂ حسن — تشنۂ خونِ دل و دیدہ ہے پیماں میرا
کس
بوئے یوسف مجھے گلزار سے آتی تھی اسد — دستے نے برباد کیا پیرہنستاں میرا ٤

شمع سے یک خار در پیراہن ناموس تھا
شب کہ وہ مجلس فروزِ خلوتِ ناموس تھا — رشتۂ ہر شمع خارِ کسوتِ فانوس تھا ٥
نقشبندئ جہاں
بت پرستی ہے بہارِ نقش بندیہائے دہر — ہر صریرِ خامہ میں یک نالۂ ناقوس تھا
یاد آیا ہے کہ وردِ سینہ ریشی سے اسد
کل اسد کو ہم نے دیکھا گوشۂ غمخانہ میں — دست بر سر، سر بہ زانوئے دلِ مایوس تھا ٦

نسخۂ حمیدیہ: ١ ص۲۲ ٢ ص۲۳ ٣ ص۲۵ ٤ ص۲۶ ٥ نسخۂ حمیدیہ ص۲۶ کے حاشیہ پر تحریر ہے۔ متن میں یہ مصرع یوں تھا "شمع سے پہلے یک خار در پیراہن فانوس تھا"۔ ٥ ص۲۶ ٦ ص۲۸

سیلہا جز
نہیں ہے بازگشتِ سیلِ غیر از جانبِ دریا — ہمیشہ دیدۂ گریاں کو آبِ رفتہ در جو تھا
شستہ بردہ
رہا نظارہ وقتِ بے نقابیہا بخود لرزاں — سرشکِ آگیں مژہ سے دست از جاں شیشہ در کف تھا ١

ئی — دستے بہ
نفس حیرت پرستِ طرزِ ناگیرائے مژگاں — مگر یک دست داماں نگاہ واپسیں پایا ٢

ہے فسونِ طاقت شوخی — چشم جستن
نزاکت سے فسونِ دعوئی طاقت شکستن ہا — شرارِ سنگ اندازِ چراغِ از جسم خستن ہا ٣
عاقبت
تکلف عافیت میں ہے دلا بندِ قبا وا کر — نفس ہا بعدِ وصلِ دوست نادانِ گسستن ہا

افگندنی
نہیں ہے باوجودِ ضعف سیرِ بیخودی آساں — رہِ خوابیدہ میں افگندگی ہے طرحِ منزلہا ٤
غریبی — ہم
غریبی بہرِ تسکینِ ہوس درکار ہے ورنہ — بوہم زر گرہ میں باندھتے ہیں برقِ حاصلہا

حسرت
فنا کو عشق ہے بے مقصداں حیرت پرستاں را — نہیں رفتارِ عمرِ تیز رو پابندِ مطلب ہا ٥
عالم — ہے
اسد کو بت پرستی سے غرضِ دردآشنائی ہے — نہاں ہیں نالۂ ناقوس میں درپردہ "یا رب" ہا

نسخۂ حمیدیہ - ١ ص۲۹ ٢ ص۲۹ ٣ ص۳۰ ٤ ص۳۰ ٥ ص۳۰

شوخی — شرر در سنگ

بہ رہنِ شرم ہے باوصفِ شہرت اہتمام اس کا — نگیں میں جوں شرارِ سنگ ناپیدا ہے نام اس کا

دیوے گا

مسی آلودہ ہے مُہر نوازشنامہ پیدا ہے — کہ داغِ آرزوئے بوسہ لایا ہے پیام اس کا

میں

اسدؔ سودائے سرسبزی سے ہے تسلیم رنگیں تر — کہ کشتِ خشک اس کا ابرِ بے پروا خرام اس کا

(میں)

شب کہ تھی کیفیتِ محفل بیادِ روئے یار — ہر نظر ↑ داغِ مئے خالِ لبِ پیمانہ تھا

یار نے پیمانِ درخواب آمدن — مجھ کو شوخی

شب کہ باندھا خواب میں آنے کا غافل نے جناح — وہ فسونِ وعدہ میرے واسطے افسانہ تھا

گویا

ساتھ جنبش کے بیک برخاستن طے ہو گیا — تو کہے صحرا غبارِ دامنِ دیوانہ تھا

ساعد و دستِ حنا آلود کو

دیکھ اس کے ساعدِ سیمیں و دستِ پر نگار — شاخِ گل جلتی تھی مثلِ شمعِ گُل پروانہ تھا

زسیلِ اشکِ ہر

اے اسدؔ رویا جو دشتِ غم میں میں حیرت زدہ — آئینہ خانہ ہجومِ اشک سے ویرانہ تھا

سپند

داغِ مہر ضبط بیجا مستیِ سعیِ پسند — دودِ مجمر لالہ ساں دُردِ تہہ پیمانہ تھا

سیہ

وصل میں بختِ رسا نے سنبلستاں گل کیا — رنگِ شب تہ بندیِ دودِ چراغِ خانہ تھا

۵ زلف میں شمشاد ہم دستِ چنار — نقش بند شکلِ مژگاں از نمود

انتظارِ جلوہ کاکل میں ہر شمشادِ باغ — صورتِ مژگانِ عاشق صرفِ عرضِ شانہ تھا

نسخۂ حمیدیہ ۔ ۱ ص۳۱ ، ۲ ص۳۲ ، ۳ ص۳۳ ، ۴ ص۳۳ ۵ نسخۂ حمیدیہ صفحہ ۳۴ کے حاشیہ پر یہ شعر دیا ہوا ہے

اضطراب اندیش — طپیدن

جوشِ بے کیفیتی ہے اضطراب آرا اسدؔ — ورنہ بسمل کا تڑپنا لغزشِ مستانہ تھا

جوشی — کے ہے آبلوں میں

نہیں گرداب جز سرگشتگی ہائے طلب ہرگز — حبابِ بحر کے ہے آبلوں میں خارِ ماہی کا ۱

نہ دی خورشید نے فرصت بقدرِ شبنمستانی

نہ بخشی فرصتِ یک شبنمستاں جلوہ خور نے — تصور نے کیا ساماں ہزار آئینہ بندی کا

دھووے

اسدؔ تاثیرِ صافی ہائے حیرت جلوہ پرور ہو — گر آبِ چشمۂ آئینہ ہوئے عکسِ زنگی کا

بادہ

مہر بجائے نامہ لگائی بر لبِ پیکِ نامہ رساں — قاتل تمکیں سنج نے یوں خاموشی کا پیغام کیا ۲

شوقِ سبک تاز — بے

اے خوشا ذوقِ تمنائے شہادت کہ اسدؔ — بے تکلف بہ سجودِ خمِ شمشیر آیا ۳

گرفتاروں

وحشتِ نالہ بہ واماندگیِ وحشت ہے — جرسِ قافلہ یاں دل ہے گراں باروں کا ۴

از خرمنِ مہ

نصیب آستیں ہے حاصلِ روئے عرق آگیں — چنے ہے کہکشاں خرمن سے مہ کے خوشہ پرویں کا ۵

قافلۂ پا

فریاد سے پیدا ہے اسدؔ گرمیِ وحشت — تبخالہ لب ہے جرسِ آبلۂ پا ۶

نسخۂ حمیدیہ : ۱ ص۳۴ ، ۲ ص۳۵ ، ۳ ص۳۷ ، ۴ ص۳۷ ، ۵ ص۳۸ ، ۶ ص۳۹

آئینے — برگِ گل صفت تر ہو گیا
بسکہ آئینہ نے پایا گرمیٔ رخ سے گداز — دامنِ تمثال، مثلِ برگِ گل، تر ہو گیا ۱

نہیں کف برلبِ نازک و فورِ نشۂ مے سے
نہیں ہے کف لبِ نازک پہ فرطِ نشۂ مے سے — لطافت ہائے جوشِ حسن کا سرِ شیر ہے پیدا ۲

برنگ
ہوا نہ مجھ سے بجز درد حاصل صیاد — بساں اشک گرفتارِ چشم دام رہا ۳
اسدؔ نہ پوچھ شب و روزِ ہجر کا احوال
نہ پوچھ حالِ شب و روزِ ہجر کا غالبؔ — خیالِ زلف و رخِ دوست صبح و شام رہا

کدہ اپنی تپش زنگی
کروں گر عرضِ سنگینیٔ کہسار اپنی بیتابی — رگِ ہر سنگ سے نبضِ دلِ بیمار ہو پیدا ۴
نہ ہو مایوس غالبؔ، — ×
اسدؔ مایوس مت ہو، گرچہ رونے میں اثر کم ہے — توقع ہے
کہ غالب ہے کہ بعد از زاریٔ بسیار ہو پیدا

شمر
ہے عرق افشاں مشی سے ادہمِ مشکیں یار — وقتِ شب اختر کنی ہے چشمِ بیدار رکاب ۵
از سوزِ دلہا آتش افروختہ
ہے شفق، سوزِ جگر کی آگ کی بالیدگی — ہر یک اختر سے فلک پر قطرۂ اشکِ کباب
نظارہ گم
شب کو تھا نظارگیِ روئے بتاں کا اے اسدؔ — گر گیا بامِ فلک سے صبح طشتِ ماہتاب

رنگِ گل از حیرتِ گلشن فروزی ہائے دوست
حیرتِ حسنِ چمن پیرا سے تیرے رنگِ گل — بسمل آہنگِ پریدن ہے بہ بالِ عندلیب ۶

۱ صفحہ ۳۹ ۲ صفحہ ۴۰ ۳ صفحہ ۴۰ ۴ صفحہ ۴۱ ۵ صفحہ ۴۲ ۶ صفحہ ۵۲ — ۱ تا ۴ اصلاح شدہ مصرع نسخۂ حمیدیہ صفحہ ۵۲ کے حاشیہ پر درج ہے۔

خوباں کا جو دیکھا ہے حنا بستہ سرانگشت
ہر غنچۂ گل صورتِ یک قطرۂ خوں ہے — دیکھا ہے کسی کا جو حنا بستہ سرانگشت ۱
گرمی زباں ہے
گرمی ہے زباں کی سببِ سوختنِ جاں — ہے شمع، شہادت کے لئے سربسر انگشت

پردہ
چشم بندِ خلق جز تمثالِ خود بینی نہیں — آئینہ ہے قالبِ خشتِ در و دیوارِ دوست ۲
خرمن ہائے
برقِ خرمن زارِ گوہر ہے نگاہِ تیزیاں — اشک ہو جاتے ہیں خشک از گرمیٔ رفتارِ دوست
ہے بقدر نیزہ از بالائے واافراختہ
ہے سوا نیزے پہ اس کے قامتِ نوخیز سے — آفتابِ صبحِ محشر ہے گلِ دستارِ دوست
تماشائی
لغزشِ مستانہ و جوشِ تماشا ہے اسدؔ — آتشِ مے سے بہارِ گرمیٔ بازارِ دوست

چونکہ — معلوم
جبکہ نقشِ مدعا ہووے نہ جز موجِ سراب — وادیٔ حسرت میں پھر آشفتہ جولانی عبث ۳

نالاں — عاشق کشاں
طبعِ عاشق حاملِ صد غلبۂ تاثیر ہے — دل کو، اے بیداد خو! تعلیمِ خارائی عبث ۴
سعی
یک نگاہ گرم ہے جوں شمع سرتاپا گداز — بہر از خود رفتگاں رنجِ خود آرائی عبث
دعویٔ مرزائی
اے اسدؔ! بے جا ہے نازِ سجدۂ عرضِ نیاز — عالمِ تسلیم میں یہ دعویٔ آرائی عبث ۵

۱ اصلاح شدہ مصرع نسخۂ حمیدیہ صفحہ ۵۵ کے حاشیہ پر درج ہے۔ ۲ صفحہ ۵۶ ۳ صفحہ ۵۹
۴ نسخۂ حمیدیہ صفحہ ۵۹ کے حاشیہ پر غیر اصلاح شدہ شعر درج ہے۔ ۵ صفحہ ۶۰

حیرت فروشِ صد نگرانی ہے اضطرار   ہر
سر رشتہ چاک جیب کا تارِ نظر ہے آج ۱

۲ بیتابی نے کیا
کرتی ہے عاجزی، سفرِ سوختن تمام   پیراہن خسک میں غبارِ شرر ہے آج

ہے لب گل کو زدا جنبیدن برگ اختلاج

جنبشِ گلبرگ سے ہے گل کے لب کو اختلاج   حبِ شبنم سے، صبا ہر صبح کرتی ہے علاج ۳

یک جہاں ہے در سواد چشم قربانی مقیم
ہے سوادِ چشمِ قربانی میں یک عالم مقیم   حسرتِ فرصت نے بخشا، بسکہ حیرت کو رواج

گداز دشت
یک مشت خوں ہے، پرتو خور سے تمام دشت   دردِ طلب بہ آبلۂ نا دمیدہ کھینچ ۴

طرب میں
بزم نظر ہیں بیضہ طاؤس خلوتاں   فرشِ طرب بہ گلشنِ ناآفریدہ کھینچ

جنوں
دعوئے عشق بتاں سے، بہ گلستاں گل و صبح   ہیں رقیبانہ بہم دست و گریباں، گل و صبح ۵

خط   زیباں
ساق گلرنگ سے اور آئینہ زانو سے   جامہ زیبوں کے سدا ہیں تہِ داماں گل و صبح

یکدست
آئینہ خانہ ہے صحنِ چمنستاں یکسر   بسکہ ہیں بیخود و وارفتہ و حیراں گل و صبح

غنچہ کا دل خوں ہوا لیکن زباں پیدا نہ کی
ہم نے سوزِ زخمِ جگر پر بھی زباں پیدا نہ کی   گل ہوا ہے ایک زخمِ سینہ پر خواہان داد ۶

---

۱ ص۶۱ ۲- غیر اصلاح شدہ مصرع نسخۂ حمیدیہ کے حاشیہ ص۶۱ پر درج ہے ۳ ص۶۲، ۴ ص۶۳
۵ ص۶۵ ، ۶ ص۶۶ -

اسد
بسکہ ہیں در پردہ مصروفِ سیہ کاری تمام   آستر ہے، خرقۂ زاہد کا صوف مداد

واکشادہ
رکھتا ہے انتظار تماشائے حسنِ دوست   مژگانِ باز ماندہ سے دستِ دعا بلند ۱

بالیدنی
بالیدگی نیاز قدِ جانفزا اسد   در ہر نفس، بقدرِ نفس ہے قبا بلند

رنگ
یہ کام دل کریں کس طرح گمرہاں فریاد   ہوئی ہے لغزشِ پا لکنتِ زباں فریاد ۲

ندائے
ہلاک بے خبری، نغمۂ وجود و عدم   جہان و اہلِ جہاں سے جہاں جہاں فریاد

شیشگی طبع ۳
جوابِ سنگدلیہائے دشمناں ہمت   ز دستِ شیشۂ دلہائے دوستاں فریاد

مستمند
ہزار آفت و یک جانِ بے نوائے اسد   خدا کے واسطے اے شاہ بیکساں فریاد

ز بستیِ مے نوشاں ہوا ویران میخانہ
تھی یاروں کی بدمستی نے مے خانے کی پامالی   ہوئی قطرہ فشانیہائے مے بارانِ سنگ آخر ۴

مائل
ستم کش مصلحت سے ہوں کہ خوباں تجھ پہ عاشق ہیں   تکلف برطرف، مل جائیگا تجھ سا رقیب آخر ۵

باندھے ہے
میں اور وہ بے سبب رنج آشنا دشمن، کہ رکھتا ہے   شعاع مہر سے تہمت نگہ کی چشم روزن پر ۶

---

۱ ص۶۴ ۲ ص۶۸ ۳- یہ اصلاح نسخۂ احمدیہ کے صفحہ ۶۹ کے حاشیہ پر درج ہے - ۴ ص۴۲ ۵ ص۴۲ ۶ ص۴۳

دانا ہاے سرشک لاتی ہے

بار لاتی ہے دانہاۓ سرشک　　مژہ سے ریشۂ رزِ انگور ۱

مجرم　　　پیچ تاب

نازِ خود بینی کے باعث خونیِ صد بے گناہ　　جوہرِ شمشیر کو ہے پیچ و تاب آئینہ پر ۲

ہو نگاہ گل رخاں کو سدِّ اسکندر اسدؔ

سدِّ اسکندر رہو از بہرِ نگاہِ گلرخاں　　گر کرے یوں امرِ نہی بوتراب آئینہ پر

غافل

دل کو توڑا جوشِ بیتابی سے غالبؔ کیا کیا؟　　رکھ دیا پہلو بوقتِ اضطراب آئینہ پر

نگاہ

بینش بسعیِ ضبطِ جنوں نو بہار تر　　دل در گداز نالہ بہ کاہ آبیار تر ۳

تمنّا ہے

جوں جادہ، سر بکوۓ تمناۓ بیدلی　　زنجیرِ پا ہے رشتۂ حبّ الوطن ہنوز ۴

تب وحشت

یکقلم کاغذِ آتشزدہ ہے صفحۂ دشت　　نقش پا میں ہے تپ گرمیِ رفتار ہنوز ۵

یک دید

ہوں خموشیِ چمن حسرتِ دیدار اسدؔ　　مژہ ہے شانہ کشِ طرۂ گفتار ہنوز

درد

ساقی و تعلیمِ رنج، محفل و تمکیں گراں　　سیلیِ استاد ہے ساغرِ بےقُل ہنوز ۶

---

۱ صـ۷۳　۲ صـ۷۴　۳ صـ۷۷　۴ صـ۷۹　۵ صـ۸۰　۶ صـ۸۳

رنج

دل کی صداۓ شکست، سازِ طرب ہے اسدؔ　　شیشۂ بے بادہ سے چاہے ہے قلقل ہنوز

ہو پذیراۓ تکلف

ہو قبولِ کم نگاہی، تحفۂ اہلِ نیاز　　اے دل و اے جان نازاے دین و اے ایمان عجز ۱

موجد

اضطرابِ نارسائی مایۂ شرمندگی　　ہے عرق ریزیِ خجلت جوشِ طوفانِ عجز

یک ناصیہ غربت میں

صد تجلی کدہ ہے صرفِ جبینِ غربت　　پیرہن میں ہے غبارِ شررِ طور ہنوز ۲

کوتہیِ عمر د　　　پایمال

حاصلِ دلبستگی ہے عمرِ کوتاہ اور بس　　وقفِ عرضِ عقدہ ہاۓ متصل تارِ نفس ۳

گداز

کفر ہے غیر از وفورِ شوق، رہبر خواستن　　راہ صحراۓ حرم میں ہے جرسِ ناقوس بس ۴

اے اسدؔ گل تختۂ مشقِ شگفتن ہو گئے

یک جہاں گل تختۂ مشقِ شگفتن ہے اسدؔ　　غنچۂ خاطر رہا افسردگی مانوس بس ۵

سے

حیرت سے رُخِ دوست کے ازبسکہ ہیں بیکار　　خور قطرۂ شبنم میں ہے جوں شمع بہ فانوس ۶

زجوشِ اعتدالِ فصل و تمکینِ بہار آتش

ہوئی ہے بسکہ صرفِ مشقِ تمکینِ بہار آتش　　بہ اندازِ حنا ہے رونقِ دستِ چنار آتش ۷

---

۱ صـ۸۳　۲ صـ۸۴　۳ صـ۸۵　۴ نسخہ حمیدیہ حاشیہ صـ۸۶ میں "وفور" کی جگہ "گداز" درج ہے۔　۵، ۶ صـ۸۶
۷ صـ۸۸ یہ مصرع حاشیہ پر درج ہے۔

عشق
فروغِ حسن سے ہوتی ہے حلِّ مشکلِ عاشق
نکالے ہے زپائے شمع برجا ماندہ خار آتش
نہ نکلے شمع کے پا سے نکالے گر نہ خار، آتش

ہے / از
بنا وے بے گداز موم ربطِ پیکر آرائی
نکالے کیا نہال شمع بے تخمِ شرار آتش

زبال
ہوائے پر فشانی برقِ خرمنہائے خاطر ہے
بہ بالِ شعلۂ بیتاب ہے پروانہ زار آتش

شدن / آرا ہو
اگر مضمون خاکستر کرے دیباچہ آرائی
نہ باندھے شعلۂ جوالہ غیر از گرد بادِ آتش

زوا بالیدنِ مضمون
کرے ہے لطفِ اندازِ برہنہ گوئیِ خوباں
بہ تقریبِ نگارشہائے سطرِ شعلہ یادِ آتش

رنگِ شگفتن ہا / ہوئی بالیدہ تر
دیا داغِ جگر کو آہ نے رنگِ شگفتن کا
نہ ہو بالیدہ غیر از جنبشِ دامانِ بادِ آتش

کی پڑی ہے گبر و ترسا کو / سے / در
اسد قدرت سے حیدر کے ہوئے ہر گبر و ترسا کو
شرارِ سنگِ بت ہی بر بنائے اعتقاد آتش

رنگیں
شمع سے ہے بزم انگشتِ تحیر در دہن
شعلۂ آوازِ خوباں پر بہ ہنگامِ سماع ۲

غفلت کا ہے بازار گرم / ورنہ نقصان تصور
چار سوئے دہر میں بازارِ غفلت گرم ہے
عقل کے نقصان سے اٹھتا ہے خیالِ انتفاع

اے اسد ہیں آشنا بیگانۂ سوز و گداز
آشنا، غالب نہیں ہیں درد دل کے آشنا
ورنہ کس کو میرے افسانے کی تاب استماع

بلا نہ ہم کو مشعورِ فسانہ خوانی شمع
پتنگ سمجھے ہے طرزِ فسانہ خوانی شمع
کرے ہے صرف بہ ایمائے شعلہ قصہ تمام
بہ طرزِ اہلِ فنا ہے فسانہ خوانی شمع ۴

۱ صہ ۸۸ مصرع حاشیہ پر درج ہے، ۲ صہ ۸۹، ۳ صہ ۹۰، ۴ صہ ۹۱

داکشادہ / ہر ایک ظاہرا
جوں چشمِ باز ماندہ ہے ہر یک سوئے دل
رکھتا ہے اور داغ کا
رکھتا ہے داغِ تازہ کا یاں انتظارِ داغ ۱

چمن و باغ ہیں مجھے
بے لالہ عارضاں مجھے گلگشتِ باغ میں
دیتی ہے، گرمیِ گل و بلبل ہزار داغ

در حالتِ تصورِ روئے بتاں اسد / دکھلائے ہے مجھے چمن لالہ زار داغ
وقتِ خیالِ جلوۂ حسنِ بتاں اسد
دکھلائے ہے مجھے دو جہاں لالہ زار داغ

دیتا
بنتا اسد میں سرمہ چشم رکابِ یار
آیا نہ میری خاک پہ وہ شہسوار حیف ۲

سنجیدنی
سنجیدگی ہے ایک طرف رنج کوہکن
خوابِ گرانِ خسرو پرویز یک طرف ۳

ہر چند محو
میں وادیِ طلب میں ہوا جملہ تن عرق
از بسکہ صرفِ قطرہ زنی تھا بسانِ اشک ۴

ہے گل کیے ہے / طپیدن
دل خستگاں کو ہے طربِ صد چمن بہار
باغ بخوں تپیدن و آب روانِ اشک

در حال
ہنگامِ انتظارِ قدومِ بتاں اسد
ہے بر سرِ مژہ نگراں دیدبانِ اشک

۱ صہ ۹۲ ۲ صہ ۹۴ ۳ صہ ۹۴ ۵ صہ ۹۵

مشکین بتاں

ہے بہ یادِ زلفِ مشکیں سال و ماہ روز روشن شامِ آنسوئے خیال ۱

مہ

صافیِ رخسار سے ہنگامِ شب عکس داغِ شب ہوا عارض پہ خال

نور خوباں سے ید بیضا ہے آج

تھا

نور سے تیرے ہے اس کی روشنی ورنہ ہے خورشید یکدستِ سوال

قفس

ہے نفس پروردہ گلشن کس ہوائے بام کا طوق قمری میں ہے سرو باغ ریحانِ سفال ۲

علاج

بیکسی افسردہ ہوں اے ناتوانی کیا کروں؟ جلوۂ خورشید سے ہے گرم پہلوئے ہلال

خونِ صوفی کو مباح اور مالِ سنی کو حلال ۳

اس جفا مشرب پہ عاشق ہوں کہ سمجھے ہے اسد مالِ سنی کو مباح اور خونِ صوفی کو حلال

پژمردہ انجامی کو داغ

گر کرے انجام کو آغاز ہی میں یادِ گل غنچہ سے منقارِ بلبل وا رہوا فریادِ گل ۴

کھینچا جائے رنگ

گر بہ بزمِ باغ کھینچے نقشِ روئے یار کو شمع ساں ہو جائے قطِ خامۂ بہزادِ گل

یاں شرارِ تیشہ ہے بر

روئے

سعیِ عاشق ہے فروغ افزائے آبِ کار ہے شرارِ تیشہ بہرِ تربتِ فرہاد گل

جان و جسم ہے برسے

ہے تصور صافیِ قطعِ نظر از غیرِ یار لختِ دل سے لاوے ہے شمعِ خیال آبادِ گل

ہو گیا در گلشن آباد جراحت ہائے دل

گلشن آبادِ دلِ مجروح میں ہو جائے ہے غنچۂ پیکانِ شاخِ ناوکِ صیادِ گل

برق زارِ جلوہ ہے از خود ربودن ہائے حسن کیجے شمعِ بزمِ خلوت ہر چہ بادا باد گل

برق سامانِ نظر ہے جلوۂ بیباکِ حسن شمعِ خلوت خانہ کیجے ہر چہ بادا باد گل

آرزوئیں کرتے ہیں از

خاک ہے عرضِ بہارِ صد نگارستاں اسد حسرتیں کرتی ہیں میری خاطرِ آزادِ گل

۱ ص ۱۰۱ ۲ ص ۱۰۲ ۳ ص ۱۰۲ ۴ ص ۱۰۳

بیدلاں تھے شررِ طوفان باطل گر نہ رکھتا سنگ دل

ملو

بیدلوں سے ہے تپش جوں خواہشِ آب از سراب ہے شرر موہوم اگر رکھتا نہ ہوئے سنگ دل

ہے گرہ بر کیسہ درہم خیالِ تنگ دل ۲

رشتۂ فہمیدِ ممسک ہے بہ بندِ کوتہی عقدہ ساں ہے کیسہ زر پر خیالِ تنگدل

ہے بخوابِ سبزہ از جوش

ہوں زپا افتادۂ اندازِ یادِ حسنِ سبز کس قدر ہے نشہ فرسائے خمارِ بنگ دل

ظاہرا رکھتا ہے یاں آئینہ زیرِ زنگ دل

اے اسد خامش ہے طوطیِ شکر گفتار طبع ظاہرا رکھتا ہے آئینہ اسیرِ زنگ دل

سازی

بقدرِ حوصلۂ عشق جلوہ ریزی ہے وگرنہ خانۂ آئینہ کی فضا معلوم ۳

سے اگاتے

بسکہ ہیں بدمستِ بشکنِ بشکنِ میخانہ ہم موئے شیشہ کو سمجھتے ہیں خطِ پیمانہ ہم

پنجۂ خور دیکھتے ہیں زیرِ دستِ شانہ ہم ۴

بسکہ ہر یک موئے زلف افشاں سے ہے تارِ شعاع پنجۂ خورشید کو سمجھے ہیں دستِ شانہ ہم

نقشبندِ چاک ۵ ہے موج از فروغِ ماہتاب

در

ہے فروغِ ماہ سے ہر موج یک تصویرِ خاک سیل سے فرشِ کتاں کرتے ہیں تا ویرانہ ہم

خلوت

بسکہ وہ چشم و چراغِ محفلِ اغیار ہے چپکے چپکے جلتے ہیں جوں شمعِ ماتم خانہ ہم

ترسا

ڈرتا ہوں کوچہ گردیِ بازارِ عشق سے ہیں خارِ راہ جوہرِ تیغِ عسس تمام ۶

۱ نسخہ بھوپال میں "معلوم" تھا جسے "موہوم" بنایا گیا ہے ۲ ص ۱۰۳ ۳ ص ۱۰۴ ۴ ص ۱۰۴
۵ نسخہ حمیدیہ ص ۱۰۴ حاشیہ "خاک" ہے۔ ۶ ص ۱۰۷

عرض جنون ہوا
گر بعد مرگ وحشت دل کا گلہ کروں — موج غبار سے پر یک دشت وا کروں ۱
جوش
آ اے بہار ناز کہ تیرے خرام سے — دستار گرد شاخ گل نقش پا کروں

خیال کے — مرغ فرا
مضمون وصل ہاتھ نہ آیا مگر اسے — اب طائر پریدۂ رنگ حنا کہوں ۲

دیوانگان غم کو سیر
جائیکہ پائے سیل بلا درمیاں نہیں — دیوانگاں کو واں ہوس خانماں نہیں ۳
اے
جز عجز کیا کروں بہ تمنائے بیخودی — طاقت حریف سختی خواب گراں نہیں

ہر دانہ
ہے ترحم آفریں آرایش بیدادیاں — اشک چشم دام ہے، پروانۂ صیادیاں ۴
دولتاں — در نظر ما
ناگوارا ہے ہمیں احسان صاحب دولتاں — ہے زر گل بھی نظر میں جوہر فولادیاں

اسد آں
بحکم عجز ابروئے مہ نو حیرت ایما ہے — کہ یاں گم کردہ جبین سجدہ فرسا آستانے میں ۵

میں — خوابیدۂ
جوں مردمک چشم سے ہوں جمع نگاہیں — خوابیدہ بہ حیرت کدۂ داغ ہیں آہیں ۶

۱ صـ ۱۰۸ ۲ صـ ۱۱۱ ۳ صـ ۱۱۴ ۴ صـ ۱۱۵ ۵ صـ ۱۱۶ ۶ صـ ۱۱۹

لبریز
پایا سر ہر ذرہ جگر گوشۂ وحشت — ہیں داغ سے معمور شقایق کی کلاہیں
نفس
یہ مطلع اسد جوہر افسون سخن ہو — گر عرض تپاک جگر سوختہ چاہیں

حسرت — بیدل
حیرت کش یک جلوۂ معنی ہیں نگاہیں — کھینچوں ہوں سویدائے دل چشم سے آہیں ۱

تمیز بخشی زشتی و نیکوئی بہ حرف — لوح
تمیز زشتی و نیکی میں لاکھ باتیں ہیں — بعکس آئینہ یک فرد سادہ رکھتے ہیں ۲
بیہودہ گوئی ناصحاں خاموش — دل
معاف بیہودہ گوئی ہیں ناصحان عزیز — ولے بہ دست نگارے نہ دادہ رکھتے ہیں

مانند شانہ دست
ظاہر ہیں میری شکل سے افسوس کے نشاں — جوں شانہ پشت دست بدنداں گزیدہ ہوں ۳

بہ جیب گل کف
تماشائے بہار آئینۂ پرواز تسکیں ہے — کف گلبرگ سے پائے دل رنجور ملتے ہیں ۴

ہے فسون پنبہ در گوشی
درشتی تامل پنبۂ گوش حریفاں ہے — وگرنہ خواب کی مضمر ہیں افسانے میں تعبیریں ۵
بسمل آہنگاں — سمجھتے ہیں
اسد طرز عروج اضطراب دل کو کیا کہیے — سمجھتا ہوں تپش کو الفت قاتل کی تاثیریں

۱ صـ ۱۲۰ ۲ صـ ۱۳۰ ۳ صـ ۱۳۲ ۴ صـ ۱۲۵ ۵ صـ ۱۲۶

اے اسدؔ ہے دہر میں صد حشر پاداش عمل
ہے طلسم دیر میں صد حشرِ پاداشِ عمل
آگہی غافل کہ یک امروز بے فردا نہیں ۱

ہوتے ہیں بیقدر در کنجِ وطن صاحب دلاں ۲
ہے وطن سے باہر اہلِ دل کی قدر و منزلت
عزلت آبادِ صدف میں قیمتِ گوہر نہیں

شیشہ ریزہ غیر عرضِ شوخی ۲
باعثِ ایذا ہے برہم خوردنِ بزمِ سرور
لخت لخت شیشۂ بشکستہ جز نشتر نہیں

واں سیاہی ہے سوادِ مردمک یاں داغِ مے
واں سیاہی مردمک ہے اور یہاں داغِ شراب
مہ حریفِ نازشِ ہمچشمیِ ساغر نہیں

تابِ جوشِ تشنگی
کب تلک پھیرے اسدؔ لبہائے تفتہ پر زباں
طاقتِ لب تشنگی اے ساقیِ کوثر نہیں

مہر از بہر
گرمِ تکلیفِ دلِ رنجیدہ ہے ازبسکہ چرخ
قرصِ کافوری ہے بہرِ جانِ سرما خوردگاں

دلہا — آزردگاں ۳
رنجشِ دل یک جہاں ویراں کریگی اے فلک
دشت ساماں ہے غبارِ خاطرِ افسردگاں

تاہم جنبشِ فرسودنی
ہاتھ پر ہو ہاتھ تو درسِ تاسف ہی سہی
شوقِ مفتِ زندگی ہے اے بغفلت مردگاں

کیفیت — ہا
بہم بالیدنِ سنگ و گلِ صحرا یہ چاہے ہے
کہ تارِ جادہ بھی کہسار کو زنارِ مینا ہو ۴

عجز
حریفِ وحشتِ نازِ نسیمِ عشق جب آؤں
کہ مثلِ غنچہ سازِ یک گلستاں دل مہیا ہو

تماشا بیخ ۵
کرے کیا سازِ بینش وہ شہیدِ دردِ آگاہی
جسے موئے دماغِ بیخودی خوابِ زلیخا ہو

---

۱ ص ۱۲۷ ۲ یہ مصرعہ نسخہ حمیدیہ کے حاشیہ ص ۱۲۷ پر درج ہے ۳ ص ۱۲۵ ۴ ص ۱۴۳ ۵ نسخہ حمیدیہ ص ۱۴۳ کے حاشیہ پر یہ اصلاح درج ہے ۔

خدایا بزمِ غالب اس قدر گرمِ تماشا ہو
نہ دیکھیں روئے یک دل سرد غیر از شمعِ کافوری
خدایا اس قدر بزمِ اسدؔ گرمِ تماشا ہو

کہ سطحِ آب پہ
عجب نہیں ہے تحریرِ حالِ گریۂ چشم
بروئے آب، جوہرِ موج نقشِ مسطر ہو ۱

در — سوئے
دل دے کفِ تغافلِ ابروئے یار میں
آئینہ ایسے طاق پہ گم کر کہ تو نہ ہو ۲

کہ شوق
زلفِ خیال نازک و اظہار بیقرار
یارب! بیان شانہ کشِ گفتگو نہ ہو

جلوہ گر نقش
تمثالِ ناز جلوۂ نیرنگِ اعتبار
ہستی عدم ہے آئینہ گر روبرو نہ ہو

دریوزگی ہے جام بر
خشکیِ مے نے تلف کی میکدے کی آبرو
کاسۂ دریوزہ ہے پیمانۂ دستِ سبو ۳

چاک سے — لیتی ہے
بہر جاں پروردنِ یعقوب بالِ خاک سے
دام لیتے ہیں پرِ پرواز، پیراہن کی بو

سنگیں دلی
وارستگی، بہانۂ بیگانگی نہیں
اپنے سے کر، نہ غیر سے، وحشت ہی کیوں نہ ہو ۴

ہر چند عمر
مٹتا ہے فوتِ فرصتِ ہستی کا غم کوئی!
عمرِ عزیز صرفِ عبادت ہی کیوں نہ ہو

نازِ بہارِ رفتہ
ہندوستان سایۂ گل پائے تخت تھا
سامانِ بادشاہیِ وصلِ بتاں نہ پوچھ ۵

---

۱ ص ۱۴۴ ۲ ص ۱۴۴ ۳ ص ۱۴۵ ۴ ص ۱۴۸ ۵ ص ۱۵۵

عرضِ ناز

تو مشق باز کر دل پروانہ ہے بہار — بیتابیٔ تجلّیٔ آتش بجاں نہ پوچھ

تا آئینہ

حیرت حدِ اقلیم تمنّائے پری ہے — آئینہ بہ آئینِ گلستانِ ارم باندھ ۱

پینے لگے بادہ کشاں

بسکہ مے پیتے ہیں اربابِ فنا پوشیدہ — خطِ پیمانۂ مے ہے نفسِ دزدیدہ ۲

اے اسدؔ ہر رمِ آموختنی ہائے تپش

واسطے فکرِ مضامینِ متیں کے غالبؔ — چاہیئے خاطرِ جمع و دلِ آرامیدہ

قطرہ سے میخانۂ دریائے

جوشِ دل ہے نشہ لے فطرتِ بیدل نہ پوچھ — قطرہ ہی میخانہ ہے دریائے بے ساحل نہ پوچھ ۳

حرزِ عافیت

نے صبا بالِ پری، نے شعلہ سودائے جنوں — شمع سے جز عرضِ افسونِ گدازِ دل نہ پوچھ

خیال کسانے کہ محو — ہیں — حصولِ

خوشا وہ دل کہ سراپا طلسمِ بیخبری ہو — جنون و یاس و الم رزقِ مدعا طلبی ہے ۴

لالہ و گل

چمن میں کس کے یہ برہم ہوئی ہے بزمِ تماشا — کہ برگ برگِ سمن شیشہ ریزۂ حلبی ہے

اسدؔ کو کیوں نہ ہو امیدِ لطف بندہ نوازی

امام ظاہر و باطن، امیرِ صورت و معنی — علی ولی اسد اللہ جانشینِ نبی ہے

حوصلگی ہائے — خام — لے آرزو

تاچند پست فطرتیِ طبع آرزو — یا رب ملے بلندیٔ دستِ دعا مجھے ۵

---

۱ صـ۱۵۷ ۲ صـ۱۵۷ ۳ صـ۱۵۸ ۴ صـ۱۶۶ ۵ صـ۱۶۸

ہے مشقِ امتحان ہوس طینتی اسدؔ

یکبار امتحانِ ہوس بھی ضرور ہے — اے جوشِ عشق بادۂ مردآزما مجھے

نہ کھینچے — نقش

نہ کھینچ اے سعیِ دستِ نارسا، زلفِ تمنّا کو — پریشاں تر ہے موئے خامہ سے تدبیر مانی کی ۱

وا اظہار

تکلف برطرف فرہاد اور اتنی سبکدستی — خیال آساں تھا لیکن خوابِ خسرو نے گرانی کی

گرمیٔ مجلس

پرِ پروانہ شاید بادبانِ کشتیٔ مے تھا — ہوئی مجلس کی گرمی سے روانی دورِ ساغر کی ۲

زلبس دل ہیں — انداز

نکلتی ہے تپش میں بسملوں کی برق کی شوخی — غرض اب تک خیالِ گرمیٔ رفتار قاتل ہے ۳

چشمک

تشنۂ خونِ تماشا جو وہ پانی مانگے — آئینہ رخصتِ اندازِ روانی مانگے ۴

افسوں

تو وہ بدخو کہ تحیر کو تماشا جانے — دل وہ افسانہ کہ آشفتہ بیانی مانگے

صحرائے

یاد مژگاں میں بنشترزارِ سودائے خیال — چاہیے وقتِ تپش یکدستِ صد پہلو مجھے ۵

خوبرویاں نے اسدؔ آخر کیا بدخو مجھے

کثرتِ جور و ستم سے ہو گیا ہوں بے دماغ — خوبرویوں نے بنایا غالبؔ بدخو مجھے

---

۱ صـ۱۷۱ ۲ صـ۱۷۱ ۳ صـ۱۷۳ ۴ صـ۱۷۳ ۵ صـ۱۷۴ پہلا مصرع اصلاح شدہ نسخۂ حمیدیہ کے حاشیہ پر بھی درج ہے

محو ایمائے فنا ہے فرصت پیری اسد
ساز ایمائے فنا ہے عالم پیری اسد — قامتِ خم سے ہے حاصل شوخیٔ ابرو مجھے ۱

سواد
ہوا آئینہ جامِ بادہ، عکسِ روئے گلگوں سے — نشانِ خالِ رخ، داغِ شرابِ پرتگالی ہے ۲

در ہر رنگ
نامرادِ جلوہ ہر عالم میں حسرت گل کیے — لالہ داغِ شعلہ فرسودِ چراغِ کشتہ ہے ۳
خوئے نازک نیم مست
ہو جہاں تیرا دماغِ نازِ مست بیخودی — خوابِ نازِ گلرخاں دودِ چراغ کشتہ ہے
آرزوئے شوخ
ہے دلِ افسردہ داغِ شوخیِ مطلب اسد — شعلہ آخر فالِ مقصودِ چراغ کشتہ ہے

ہے — غنچوں کے شگفتن ہیں
گلشن کو تری صحبت ازبسکہ خوش آئی — ہر غنچہ کا گل ہونا آغوش کشائی ہے ۴
ہو حیران کدورت ہا — یاں جوشِ غبارِ دل ساماں
آئینہ نفس سے بھی ہوتا ہے کدورت کش — عاشق کو غبارِ دل اک وجہِ صفائی ہے
ہے یا
ہنگامِ تصور ہوں دریوزہ گرِ بوسہ — یہ کاسۂ زانو بھی اک جامِ گدائی ہے

پھرا — جس طرح پانی پیوے کوئی داردار کے
یوں بعد ضبطِ اشک پھروں گرد یار کے — پانی پیئے کسو پہ کوئی جیسے وار کے ۵
طرزِ گل شگفتہ کنارے — اے بلبلو چلو
آغوشِ گل کشودہ برائے وداع ہے — اے عندلیب چل کہ چلے دن بہار کے

---

۱ صفحہ ۱۷۵ ۲ صفحہ ۱۷۶ ۳ صفحہ ۱۷۸ ۴ صفحہ ۱۷۹ ۵ صفحہ ۱۸۰

آئینہ پرتو ہیں — پرِ طاؤس برقِ ابرِ چشمِ اشک باراں ہے
صفائے اشک میں داغِ جگر جلوہ دکھاتے ہیں — پرِ طاؤس گویا برقِ ابرِ چشمِ گریاں ہے ۱
شکن افشاں ہیں رمِ افروزِ آشفتن
بہ بوئے زلفِ مشکیں یہ دماغِ آشفتہ رم ہیں — کہ شاخِ آہواں دودِ چراغ آسا پریشاں ہے
طرازِ خانۂ محمل ہے بردوشِ رمِ آہو — زِ وحشت ہائے مجنوں
زبس دوشِ رمِ آہو پہ ہے محملِ تمنا کا — جنونِ قیس سے بھی شوخیٔ لیلیٰ نمایاں ہے ۲
ہے بینندہ
نقابِ یار ہے غفلت نگاہی اہلِ بینش کی — مژہ پوشیدنِ ما پردۂ تصویرِ عریاں ہے
ہے غنچہ گلزارِ سامانی — اگر ہوئے شگفتن جوش یک عالم گلستاں ہے
اسد بندِ قبائے یار ہے فردوس کا غنچہ — اگر وا ہو تو دکھلا دوں کہ یک عالم گلستاں ہے

وضعِ تامل
شرم ہے طرزِ تلاشِ انتخابِ یک نگاہ — اضطرابِ چشمِ برپا دوختہ غماز ہے ۳

یک — خوشاں
آتش افروزیِ یک شعلۂ ایماں تجھ سے — چشمک آرائیِ صد شہر چراغاں مجھ سے ۴

قدرت — محشرہا
زلف سے شب درمیاں دادن نہیں ممکن دریغ — ورنہ صد محشر بہ رہنِ صافیِ رخسار ہے ۵
جادۂ صحرائے
در خیال آباد سودائے سرِ مژگانِ دوست — صد رگِ جاں جادہ آسا وقفِ نشتر زار ہے
ساماں
اے سرِ شوریدہ نازِ عشق و پاسِ آبرو — یک طرف سودا و یک سو منتِ دستار ہے
ہے — فتنۂ
وصل میں دل انتظارِ طرفہ رکھتا ہے مگر — فتنہ تاراجِ تمنا کے لیے درکار ہے

---

۱ صفحہ ۱۸۱ ۲ صفحہ ۱۸۲ ۳ صفحہ ۱۸۴ ۴ صفحہ ۱۸۵ ۵ صفحہ ۱۸۶

مست درچشم بتاں

تغافل مشربی سے ناتمامی بسکہ پیدا ہے　　نگاہِ ناز چشمِ یار میں زنارِ مینا ہے ۱

نہیں ہوتا پریدن حلقۂ رنگ از فرطِ خوں ریزی　　حنائی

ہجومِ ریزشِ خوں کے سبب رنگ اڑ نہیں سکتا　　حنائے پنجۂ صیاد مرغِ رشتہ برپا ہے

دانۂ در بخف

اسد گر نامِ والائے علی تعویذِ بازو ہو　　غریقِ بحرِ خوں تمثال در آئینہ رہتا ہے

عزیزاں گرچہ بہلاتے ہیں ذکرِ وصل سے لیکن　　مجھے افسونِ خواب افسانۂ خوابِ زلیخا ہے ۲

عزیزو ذکرِ وصلِ غیر سے مجھ کو نہ بہلاؤ　　کہ یاں افسونِ خواب افسانۂ خوابِ زلیخا ہے

بیاد

تصور بہرِ تسکینِ طپیدن ہائے طفلِ دل　　بہ باغِ رنگہائے رفتہ گلچینِ تماشا ہے

بربادِاں

بہ سعیِ غیر ہے قطعِ لباسِ خانہ ویرانی　　کہ تارِ جادۂ رہ رشتۂ دامانِ صحرا ہے

اسد

مجھے شبہائے تاریکِ فراقِ شعلہ رویاں میں　　چراغِ خانۂ دل شورشِ داغِ تمنا ہے

کہ یاں کف برلبِ پیمانہ از جوشِ تقاضا ہے

بہ بزمِ مے پرستی حسرتِ تکلیف بے جا ہے　　کہ جامِ بادہ کف برلب بہ تکلیفِ تقاضا ہے ۳

جیب

نشاطِ دیدۂ بینا ہے گو خواب و چہ بیداری　　بہم آوردہ مژگاں بوسۂ روئے تماشا ہے

نہ ہو گر جوشِ اشک آئینہ در آبلہ خفتن　　مطلب ہا

نسو دے آبلوں میں گر سرشکِ دیدۂ نم سے　　بہ جولاں گاہ نومیدی نگاہِ عاجزاں پا ہے

عبث

اسد یاسِ تمنا سے نہ رکھ امیدِ آزادی　　گدازِ آرزو ہا آبیارِ آرزو ہا ہے

حرارت

عیادت بسکہ تجھ سے گرمیِ بازار بستر ہے　　فروغِ شمعِ بالیں طالعِ بیدار بستر ہے ۴

---

۱ ص۱۸۷　۲ ص۱۸۸ - یہ شعر نسخہ میں پہلے درج تھا۔　۳ ص۱۸۹　۴ ص۱۸۹

بستن ہا

معمائے تکلف سر بہ مہرِ چشم پوشیدن　　گدازِ شمعِ محفل پیچشِ طومارِ بستر ہے

ترساں ہوں

جراحت دوزیِ عاشق ہے جائے رحم ڈرتا ہوں　　کہ رشتہ تارِ اشکِ دیدۂ سوزن نہ ہو جائے ۱

تیشۂ فولاد　　کیا

ہو سکے کیا خاک؟ دست و بازوئے فرہاد سے　　بیستوں، خوابِ گرانِ خسرو پرویز ہے ۲

نرگسی چشماں　　بیزے

ان ستم کیشوں کے کھائے ہیں زبس تیرِ نگاہ　　پردۂ بادام یک غربالِ حسرت بیز ہے

حسرتے اے ضبطِ سوزش

ضبطِ سوزِ دل ہے وجہ حیرتِ اظہارِ حال　　داغ ہے مُہرِ دہن جوں چشمِ قربانی مجھے ۳

از پوست

شوخ ہے مثلِ حباب از خویش بیروں آمدن　　ہے گریباں گیرِ فرصت ذوقِ عریانی مجھے

ظالم

وا کیا ہرگز نہ میرا عقدۂ تارِ نفس　　ناخنِ بریدہ ہے تیغِ صفاہانی مجھے

اے اسد

طبع ہے مشتاقِ لذت ہائے حسرت کیا کروں　　آرزو سے ہے شکستِ آرزو مطلب مجھے ۴

کھینچ

مدعا محوِ تماشائے شکستِ دل ہے　　آئینہ خانے میں کوئی لیے جاتا ہے مجھے ۵

---

۱ ص۱۹۰　۲ ص۱۹۱　۳ ص۱۹۲　۴ ص۱۹۵　۵ ص۱۹۹

عبرت
حیرتِ آئینہ انجامِ جنوں ہوں جوں شمع — کس قدر داغِ جگر شعلہ اٹھاتا ہے مجھے
حسرت
میں ہوں اور حیرتِ جاوید، مگر ذوقِ خیال — بہ فسونِ نگہِ ناز ستاتا ہے مجھے

رفتہ دل بردنی — حنا
یاد رکھئے نازہائے التفاتِ اولیں — آشیانِ طائرِ رنگِ رسا ہو جائے
١

رعونت ہا
داغِ پشتِ دستِ عجز، شعلہ خس بدنداں ہے — اے ہوس مبارک ہو کارِ عشق آساں ہے
٢
عشق ہے
اے کرم نہ ہو غافل ورنہ ہے اسدؔ بیدل — از گہر صدف خالی پشتِ چشمِ نیساں ہے

اسدؔ
زبس جز حسن منت ناگوارا ہے طبیعت پر — کشادِ عقدہ محو ناخنِ دستِ نگاریں ہے
٣
تازی
بیابانِ فنا ہے بعدِ صحرائے طلب غالبؔ — پسینہ توسنِ ہمت کا سیلِ خانۂ زیں ہے

کھینچے
پا تراب سیلِ طوفانِ صدائے آب ہے — نقشِ پا جو کان میں رکھتا ہے انگلی جادہ سے
٤
غالبؔ ہم جسے — ہے
بزمِ ہستی و تماشا ہے کہ جس کو ہم اسدؔ — دیکھتے ہیں چشم از خوابِ عدم نکشادہ سے
ہے — اے بے حیا
خجلتِ کشِ وفا کو شکایت نہ چاہئے — اے مدعی طلسمِ عرق بے غبار ہے
٥

---

١ صنہ ٢٠١ ٢ صنہ ٢٠١ ٣ صنہ ٢٠٢ ٤ صنہ ٢٠٢ ٥ صنہ ٢٠٣

کرتا ہے گل جنوں تماشا کہیں جسے
حسرت نے لا رکھا تری بزمِ خیال میں — گلدستۂ نگاہ سویدا کہیں جسے
١
اے خدا
کس فرصتِ وصال پہ ہے گل کو عندلیب — زخمِ فراق، خندۂ بیجا کہیں جسے
اسدؔ
ہے چشمِ تر میں حسرتِ دیدار سے نہاں — شوقِ عناں گسیختہ دریا کہیں جسے

ظاہر ہے اسدؔ
معلوم ہوا حالِ شہیدانِ گزشتہ — تیغِ ستم آئینۂ تصویر نما ہے
٢

تکلیفی
جنونِ افسردہ و جاں ناتواں اے جلوہ شوخی کر — گئی یک عمرِ خود داری بہ استقبالِ رعنائی
٣

چشمہ ہائے باغ میں از عکس گلہائے چمن
عکسِ گلہائے سمن سے چشمہ ہائے باغ میں — فلسِ ماہی آئینہ پردازِ داغِ ماہ ہے
٤
ہاہم — کیے
حسن و رعنائی میں وہم صد سرو گردن ہے فرق — سرو کی قامت پہ گل یک دامنِ کوتاہ ہے

مست — ہمانی
ہوں تصور ہائے ہمدوشی سے بدمستِ شراب — حیرت آغوشِ خوباں ساغرِ بلور ہے
٥
درد ہے غم آفریں در حسرت آبادِ جہاں — ہائے ماتم
حسرت آبادِ جہاں میں ہے الم غم آفریں — نوحہ گویا خانہ زادِ نالۂ رنجور ہے

---

١ صنہ ٢٠٥ ٢ صنہ ٢٠٧ ٣ صنہ ٢٠٩ ٤ صنہ ٢١٠ ٥ صنہ ٢١١

معذور

کیا کروں غمہائے پنہاں لے گئے صبر و قرار — دزد گر ہو خانگی تو پاسباں مجبور ہے

نشہ بیماری — در نظر

ہے زیاں افتادگی ہی نشہ پیمائی مجھے — بے سخن تبخالۂ لب، دانۂ انگور ہے

ہو جہاں اورنگ آرا — واں اسد

جس جگہ ہو مسند آرا جانشینِ مصطفیٰ — اس جگہ تختِ سلیماں نقشِ پائے مور ہے

چھا گیا فرطِ صفا سے

بچ گیا، جوشِ صفائے زلف کا اعضا میں عکس — ہے نزاکت جلوہ اے ظالم، سیہ فامی تری ۱

اسپند جوں مردم

ضبط سے جوں مردمک اسپند اقامت گیر ہے — مجمرِ بزمِ فسردن دیدۂ نخچیر ہے ۲

خط

یہ سر نوشت میں میری ہے اشک افشانی — کہ موجِ آب ہے ہر ایک چینِ پیشانی ۳

لکھوں — جس کا

کہوں وہ مصرع برجستہ وصفِ قامت میں — کہ سرو ہو نہ سکے اُس کا مصرعِ ثانی

وا کشادہ

بیخودی بسکہ خاطرِ بیتاب ہو گئی — مژگانِ بازماندہ رگِ خواب ہو گئی ۴

آئینہ دار

موجِ تبسم اُس لبِ آلودۂ مسی — میرے لئے تو تیغِ سیہ تاب ہو گئی

رخسارِ صاف نے جو دیئے جلوہ ہائے نور — زلفِ پری وشاں

رخسارِ یار کی جو ہوئی جلوہ گستری — زلفِ سیاہ بھی شبِ مہتاب ہو گئی

یک لحظہ

بیدادِ انتظار کی طاقت نہ لا سکی — اے جانِ برلب آمدہ! بیتاب ہو گئی

اشکِ چشم میں

غالب، زبسکہ سوکھ گئے چشم میں سرشک — آنسو کی بوند گوہرِ نایاب ہو گئی

سرمہ سا نے — بہ ابروئے خمِ تیغ صفاہانی اشارت کی

نگاہِ یار نے جب عرضِ تکلیفِ شرارت کی — دیا ابرو کو چھیڑا، اور اسنے فتنے کو اشارت کی ۱

ہوئی — جوششِ اسہال ذوبانی — سے

نہیں ریزش عرق کی، اب سے ذوبانِ اعضا ہے — تب خجلت نے کیا نبضِ رگِ گل میں حرارت کی

اشکِ خاموشی

زبس نکلا غبارِ دل، بوقتِ گریہ آنکھوں سے — اسد کھائے ہوئے سرمے نے آنکھوں میں بصارت کی

فغاں برحالِ رنجورے

دریغا وہ مریضِ غم، کہ فرطِ ناتوانی سے — بقدرِ یک نفس جادہ، بصد رنج و تعب کاٹے ۲

اسد کو جرأتِ بوسیدنِ پائے چمن ریزاں

اسد مجھ میں ہے اسکے بوسۂ پا کی کہاں جرأت — کہ میں نے دست و پا باہم بہ شمشیرِ ادب کاٹے

جز تلف گشتن

نہیں ہے مزرعِ الفت میں حاصل غیر پامالی — نظر دانہ سرشکِ بزم میں افتادہ آتا ہے ۳

از خود دا

محیطِ دہر میں بالیدن از ہستی گزشتن ہے — کہ یاں ہر اک حباب آسا شکست آمادہ آتا ہے

تاب بریدن ہا

کرے ہے دست فرسودِ ہوس وہمِ توانائی — پر افشاندہ، در کنجِ قفس، تعویذِ بازو ہے ۴

تپش ہے شرم بقدر چکیدنِ عرقے

نہ کسوتِ عرقِ شرم قطرہ زن ہے خیال
مباد حوصلہ معذورِ جستجو جانے ١

ہوگئے ہم یکدگر

ہوگئی باہمدگر جوشِ پریشانی سے جمع
گردشِ جامِ تمنا دورِ گردوں ہے مجھے ٢

حسرت اے آغاز و انجام سفینہ شامِ شباب

دیکھ لے جوشِ جوانی کی ترقی بھی کہ اب
بدر (ماہ) کی مانند کاہش روز افزوں ہے مجھے

غلط — ہے گوں میں

دلا عبث ہے تمنائے خاطر افروزی
کہ بوسۂ لبِ شیریں ہے اور گلو سوزی

خود بینی — افروزی ٣

طلسمِ آئینہ زانوئے فکر ہے غافل
ہنوز حسن کو ہے سعیِ جلوہ اندوزی

یک پر افشاندن

تپش تو کیا نہ ہوئی مشقِ پرفشانی بھی
رہا میں ضعف سے شرمندۂ نو آموزی

مشکل کشا لاؤں

نغمہا وابستۂ یک عقدۂ تارِ نفس
ناخنِ تیغِ بتاں۔ شاید کہ مضرابی کرے ٤

برجا ماندۂ خوں — یار

زخمہائے کہنہ دل رکھتے ہیں جوں مردگی
اے خوشا گر آبِ تیغِ ناز تیزابی کرے

صیاداں براہ

بسکہ ہیں صیاد، راہِ عشق میں صرفِ کمیں
جادۂ رہ سر بسر مژگانِ چشمِ دام ہے ٥

ہو جنوں رستاں طلسم حلقۂ گرداب ہا

صفحۂ گرداب جوہر کو بناڈالے تنور
عکس گر طوفانیِ آئینہ دریا کرے ٦

---

١ صـ ٢١٩ ٢ صـ ٢٢٠ ٣ صـ ٢٢١ ٤ صـ ٢٢٠ ٥ صـ ٢٢١ ٦ صـ ٢٢٢

شفقت — حسرتستاں

یک درِ بر روئے رحمت بستہ دو شش جہت
ناامیدی ہے خیالِ خانہ ویراں کیا کرے

جملہ تن ہوں یک خمِ تسلیم جو آقا کرے

ناتوانی سے نہیں سر در گریبانی اسد
ہوں سراپا یک قلمِ تسلیم، جو مولا کرے

رنگِ نیاز

چمن میں کون ہے طرز آفرینِ شیوۂ عشق
کہ گل ہے بلبلِ رنگیں، و بیضہ شبنم ہے ١

نسب ہے

قبائے جلوہ فزائے لباسِ عریانی
بہ طرزِ گل۔ رگِ جاں مجھ کو تارِ داماں ہے ٢

جوہر

لبِ گزیدۂ معشوق ہے دلِ افگار
نشانِ برِشِ شمشیرِ زخمِ دنداں ہے

قطرہ اشک تراویدہ

جوہرِ آئینہ ساں، مژگاں بہ دل آسودہ ہے
قطرہ، جو آنکھوں سے ٹپکا، سونگاہ آلودہ ہے ٣

در طلسمِ عاجزی لے اضطرابِ آرام کو — ہا

دامگاہِ عجز میں سامانِ آسائش کہاں
پرفشانی بھی فریبِ خاطرِ آسودہ ہے

مشتاقاں نہ پوچھ

اے ہوس! عرضِ بساطِ نازِ مشتاقی نہ مانگ
چوں پرِ طاؤس، چندیں داغِ اشک اندودہ ہے

موئے ماتم زدہ

ہے سوادِ خطِ پریشاں موئے اہلِ عزا
خامہ میرا شمعِ قبرِ کشتگاں کا دودہ ہے

سوز و ساز — ہے

کچھ نہیں حاصل تعلق میں بغیر از کشمکش
اے خوشا رندی کہ مرغِ گلشن تجرید ہے ٤

---

١ صـ ٢٢٣ ٢ صـ ٢٢٣ ٣ صـ ٢٢٤ ٤ صـ ٢٢٦

طرادت جوشیٔ طوفان آبِ گل سے ممکن ہے

زبس طوفانِ آبِ گل ہے غافل کیا تعجب ہے   کہ ہر یک گردبادِ گلستاں، گرداب ہو جاوے
۱
دخل تصرف کر
اثر میں یاں تک اے دستِ دعا اعجاز پیدا کر   کہ سجدہ قبضۂ تیغِ خمِ محراب ہو جاوے
مشق
اسدؔ باوصفِ عجز بے تکلف خاک گردِ بدن   غضب ہے گر غبارِ خاطرِ احباب ہو جاوے

میخانہ
تا چند نازِ مسجد و بتخانہ کھینچیے   جوں شمع، دل بہ خلوتِ جانانہ کھینچیے
۲

چشمک
گل سر بہ سر اشارۂ جیبِ دریدہ ہے   نازِ بہار، جز بہ تقاضا نہ کھینچیے
۳

خندہ
ہوا ترکِ لباسِ زعفرانی، دلکشا لیکن   ہنوز آفت نسب یک عقدہ، یعنی چاک باقی ہے
۴
در خزاں پیچیدہ ہے
چمن زارِ تمنا ہو گئی صرفِ خزاں لیکن   بہارِ نیم رنگِ آہِ حسرتناک باقی ہے

بقیدِ
جنوں رسوائیِ وارستگی زنجیر بہتر ہے   بقدرِ مصلحت، دلتنگیِ تدبیر بہتر ہے
۵
تعبیر
درونِ جوہرِ آئینہ، جوں برگِ حنا خوں ہے   بتاں! نقشِ خود آرائی، حیا تحریر بہتر ہے

رنگی   تنگی   سعی
پرواز تپش رنگے، گلزار ہمہ تنگے   خوں ہو قفسِ دل میں اے ذوقِ پرافشانی

۱- صـ ۲۲۷ ۲ صـ ۲۲۷ ۳ صـ ۲۲۸ ۴ صـ ۲۳۰ ۵ صـ ۲۳۱ ۶ صـ ۲۳۲

کو
گلزارِ تمنا ہوں، گلچینِ تماشا ہوں   صد نالہ اسدؔ بلبل دربندِ زبان دانی

نہ ہو جرأت کش شوق
گریہ بے لذتِ کاوش، نہ کرے جرأتِ شوق   قطرۂ اشک، ولے برصفِ مژگاں زدہ ہے
۱
عرض
درس نیرنگ ہے کس موجِ نگہ کا؟ یا رب!   غنچہ صد آئینہ زانوئے گلستاں زدہ ہے

اظہار
دو جہاں گردشِ یک سبحۂ اسرارِ نیاز   نقدِ صد دل بہ گریبانِ سحر پنہاں ہے
۲
سرا
ہوش اے ہرزہ درا! تہمت بیدردی چند؟   نالہ در گردِ تمنائے اثر پنہاں ہے
سینے
وہم غفلت، مگر احرامِ فسردن باندھے   ورنہ ہر سنگ کے باطن میں شرر پنہاں ہے
درد وحشت اثر آئینہ اظہار نشاط
وحشتِ دل ہے اسدؔ عالمِ نیرنگِ نشاط   خندۂ گل بہ لبِ زخمِ جگر پنہاں ہے

بستہ
کلفتِ طلسمِ جلوۂ کیفیتِ دگر   زنگار خوردہ آئینہ یک برگِ تاک ہے
۳
تمنا
ہوں خلوتِ فسردگیِ انتظار میں   وہ بیدماغ جس کو ہوس بھی تپاک ہے

شوخی
بہ چشم در شدہ مژگاں ہے جوہرِ رگِ خواب   نہ پوچھ نازکیِ وحشتِ شکیبائی
۴
دل افتادن
شکستِ سازِ خیالِ آنسوے کریوۂ غم   ہنوز نالہ پرافشانِ ذوقِ رعنائی

---

۱ صـ ۲۳۲ ۲ صـ ۲۳۳ ۳ صـ ۲۳۳ ۴ صـ ۲۳۴

مرزائی
وداعِ حوصلہ، توفیقِ شکوہ، عجزِ وفا اسدؔ! ہنوز گمانِ غرورِ دانائی

کت پروانہ
دی لطف ہوا نے، بہ جنوں، طرفہ نزا تا آبلہ دعوائے تنک پیرہنی ہے ۱
اسپند
رامشگرِ اربابِ فنا، نالۂ زنجیر عیشِ ابد، از خویش بروں تاختنی ہے
بے
فریاد اسدؔ ہے نگہی ہائے بتاں سے سچ کہتے ہیں واللہ کہ اللہ غنی ہے

یک تماشا اگر
گلستاں بے تکلف پیش پا افتادہ مضموں ہے جو تو باندھے کفِ پا پر حنا، آئینہ موزوں ہے ۲
ویرانی
عدم وحشت سراغ و ہستی آئین بند رنگینی دماغِ دو جہاں پر سنبل و گل یک شبیخوں ہے
اظہاری
فنا کرتی ہے زائل سر نوشتِ کلفتِ ہستی سحر، از بہرِ شست و شوئے داغِ ماہ صابوں ہے

ہے
تا چند نفس غفلتِ ہستی سے بر آوے قاصد تپش نالہ سے، یا رب! خبر آوے ۳
وحشت
اے ہرزہ دوی! منتِ تمکینِ جنوں کھینچ تا آبلہ محملکشِ موجِ گہر آوے

غافل
بیتابیِ یادِ دوست، ہم رنگِ تسلّی ہے موجِ تپشِ مجنوں محملکشِ لیلیٰ ہے ۴

ایام
کلفت کشیِ ہستی بدنامِ دو رنگی ہے یاں تیرگیِ اختر خالِ رخِ زنگی ہے
تپش
وہم طربِ ہستی، ایجادِ سیہ مستی تسکیں دہِ صد محفل، یک ساغرِ خالی ہے
گیراں
ہووے نہ غبارِ دل تسلیم زمیں گیری مغرور نہ ہونا واں سرتا سرِ گیتی ہے
ہوں وقتِ سخن گوئی ہر صورت اسدؔ معذور
رکھ فکرِ سخن میں تو معذور مجھے غالبؔ یاں زورقِ خودداری طوفانیِ معنی ہے

بساطِ ناز
سوختگاں کی خاک میں ریزشِ نقشِ داغ ہے آئینہ نشانِ حال مثلِ گلِ چراغ ہے ۱
شوخیِ عرضِ سوختن
مفت صفائے طبع ہے جلوۂ ناز سوختن داغِ دلِ سیہ دلاں مردمِ چشمِ زاغ ہے
گرد کدورتِ بتاں مثلِ غبارِ باغ ہے
رنجشِ یارِ مہرباں، عیش و طرب کا ہے نشاں دل سے اٹھے ہے جو غبار گردِ سوادِ باغ ہے

ہو رہے ہیں بے قراری
پھر ہوئے ہیں گواہِ عشق طلب اشکباری کا حکم جاری ہے ۲

ہے وہم
اللہ رے تیری تندیٔ خو جس کے بیم سے اجزائے نالہ دل میں مرے رزقِ ہم ہوئے ۳

یا رب اسے لکھ دیجو
جس زخم کی ہو سکتی ہو تدبیر رفو کی لکھ دیجو یا رب اسے قسمت میں عدو کی ۴
صاحب
کیوں ڈرتے ہو عشاق کی بے حوصلگی سے یاں تو کوئی سنتا نہیں فریاد کسو کی

اسباب

صرف بہائے مے ہوئے آلاتِ میکشی — تھے یہ ہی دو حساب، سو یوں پاک ہو گئے ۱

ڈھونڈے ہے پھر کسو کو

مانگے ہے پھر کسی کو لبِ بام پر ہوس — زلفِ سیاہ، رُخ پہ پریشاں کیے ہوئے ۲

دل — کسو

پھر جی میں ہے کہ در پہ کسی کے پڑے رہیں — سر زیرِ بارِ منت دربان کیے ہوئے ۳

درمیخانہ ہا بر فرق پاشیدن — خوشا روزے کہ آب از ساغرِ مے تا بزانو تھا

اسدؔ خاکِ درِ میخانہ اب سر پر اُڑاتا ہوں — گئے وہ دن کہ پانی جامِ مے کا تا بہ زانو تھا ۴

دویدن — بہ گردِ سرمہ

دمیدن کے کمیں جوں ریشۂ زیرِ زمیں پایا — بگردِ سرمہ انداز نگاہِ سرگیں پایا ۴

نہیں درپردہ حسن از کوششِ مشاطگی غافل — کہ ہے تہہ بندیٔ خط

کرے ہے حسنِ خوباں پردہ میں مشاطگی اپنی — کہ تہہ بندیٔ خط سبزۂ خط در تہہِ لب ہا ۵

جوشِ یادِ نغمۂ دمسازِ مطرب سے اسدؔ — ناخنِ غم برسر

واں ہجوم نغمہ ہائے سازِ عشرت تھا اسدؔ — ناخنِ غم یاں سرِ تارِ نفس مضراب تھا ۶

اسدؔ از دودِ آتش — اگر ناگاہ ہو حیدر پرستوں سے

دھوئیں سے آگ کے اک ابرِ دریا بار ہو پیدا — اسدؔ حیدر پرستوں سے اگر ہووے دوچارِ آتش ۷

اسدؔ پہ گوشۂ چشمِ عنایت لے آتا — کہ یہ سرشک زچشم اوفتادہ، گوہر ہو

صدف کی ہے ترے نقشِ قدم میں کیفیت — سرشکِ چشمِ اسدؔ کیوں نہ اس میں گوہر ہو ۱

اے اسدؔ وائے یہ بے حاصلی بوالہوساں — یعنی ہیں ہرزہ ازاں سود ازیں سوراندہ

حیف بے حاصلی اہلِ ریا پر غالبؔ — یعنی ہیں ماندہ زآنسو وازیں سوراندہ ۲

کچھ اور ترمیم و اصلاح

		نسخۂ حمیدیہ	
دامِ سبزہ میں ہے پرواز چمن تسخیر کا	سبزے	(صفحہ ۱)	مصرعہ ثانی
اُگے اک پنبۂ روزن سے بھی چشم سفید آخر	اُگی	(صفحہ ۲۹)	مصرعہ اولیٰ
بہ امید نگاہ خاص ہوں محملکشِ حسرت	با	(صفحہ ۳۱)	مصرعہ اولیٰ
حیرت اپنی نالۂ بیدردسے غفلت بنی	اپنے	(صفحہ ۳۴)	مصرعہ اولیٰ
بپئے سنجیدنِ یاراں ہو حال خواب سنگیں کا	ہوں	(صفحہ ۳۸)	مصرعہ ثانی
خافلاں عکسِ سوادِ صفحہ ہے گرد کتاب	غافلاں	(صفحہ ۵۲)	مصرعہ ثانی
سحر گہ باغ میں وہ حیرت گلزار ہو پیدا	گہ	(صفحہ ۴۰)	مصرعہ اولیٰ
کہ خط سبز تا پشتِ لبِ سوفار ہو پیدا	بُن	(صفحہ ۴۱)	مصرعہ ثانی
جاتا ہوں جدھر سب کی اٹھی ہے انگشت	اٹھے	(صفحہ ۵۵)	مصرعہ اولیٰ
اے عدوئے مصلحت چند بہ ضبط افسردہ رہ	چندے	(صفحہ ۵۶)	مصرعہ اولیٰ
سیر ملک حسن کر، میخانہا نذر خمار	میخانہائے	(صفحہ ۶۲)	مصرعہ اولیٰ
خطِ نوخیز نیلِ چشمِ زخم صافیے عارض	صافی	(صفحہ ۷۲)	مصرعہ اولیٰ
اسدؔ بسمل ہے کس انداز کا؟ قاتل سے کہتا ہے	تھا	(صفحہ ۷۳)	مصرعہ اولیٰ
اے اسدؔ ہے ہنوز دلی دور	دہلی	(صفحہ ۷۴)	مصرعہ ثانی

جوں جادہ سر بکوئے تمنائے بیدلی	ہے	(صفحہ ۷۹)	مصرعہ اولیٰ
تھا مجکو خار خارِ جنونِ وفا اسدؔ	مجھکو	(صفحہ ۷۹)	مصرعہ اولیٰ
ہے شمع جادہ داغِ بنفروختن ہنوز	جادہ شمع	(صفحہ ۷۹)	مصرعہ ثانی
بزمِ طرب ہے پر دگئے سوختن ہنوز	گئی	(صفحہ ۸۰)	مصرعہ ثانی
ہے سنگِ ظلم چرخ سے مے خانہ میں اسدؔ	مے خانے	(صفحہ ۱۰۱)	مصرعہ اولیٰ
ہے نفس پروردہ گلشن کس ہوائے بام کا	قفس	(صفحہ ۱۰۲)	مصرعہ اولیٰ
بہرِ عرضِ حالِ شبنم ہے رقم ایجادِ گل	ہے	(صفحہ ۱۰۲)	مصرعہ اولیٰ
بہار در گرہِ غنچہ شہر جولاں ہے	گرہ	(صفحہ ۱۰۴)	مصرعہ اولیٰ
بوسہ کو پوچھتا ہوں میں منہ سے مجھے بتا کہ یوں	بوسے	(صفحہ ۱۰۹)	مصرعہ ثانی
پر پرواز زلفِ باز ہے ہدہد کے شانے میں	ناز	(صفحہ ۱۱۶)	مصرعہ ثانی
قالب میں گل میں ڈھلی ہے خشتِ دیوارِ چمن	ڈھلے	(صفحہ ۱۱۹)	مصرعہ ثانی
چشمِ دریا ریز ہے میزاب سرکارِ چمن	میراب	(صفحہ ۱۱۹)	مصرعہ ثانی
آئینہ کی پایاب ہے اتری ہیں سپاہیں	کے	(صفحہ ۱۱۹)	مصرعہ ثانی
برنگ سبزہ عزیزانِ بد زباں یکدست	کج	(صفحہ ۱۲۰)	مصرعہ اولیٰ
کی متصل ستارہ شماری میں عمر صرف	شناسی	(صفحہ ۱۲۱)	مصرعہ اولیٰ
فرصتِ یک چشمِ حیرت شش جہت آغوش ہے	حسرت	(صفحہ ۱۲۳)	مصرعہ اولیٰ
سایۂ گل داغ وجوشِ نکہتِ گل موجِ درد	دود	(صفحہ ۱۲۳)	مصرعہ اولیٰ
غفلتِ دیوانہ جز تمہیدِ آگاہی نہیں	تعبیر	(صفحہ ۱۲۴)	مصرعہ اولیٰ
ہوا ہے گریۂ بیباک ضبط سے تسبیح	سرشار	(صفحہ ۱۲۵)	مصرعہ اولیٰ
بسانِ دشت دلِ پُر غبار رکھتے ہیں	رنگ	(صفحہ ۱۲۵)	مصرعہ ثانی

اسدؔ حیرت کشِ یک داغِ مشک اندودہ [آلودہ] ہے یارب	(صفحہ ۱۲۵)	مصرعہ اولیٰ
پرِ عنقا پہ رنگِ رفتہ سے کھینچی ہیں [کھینچے ہے] تصویریں	(صفحہ ۱۲۵)	مصرعہ ثانی
زبس ہر شمع یاں آئینۂ حیرت پرستی [طرازی] ہے	(صفحہ ۱۲۵)	مصرعہ اولیٰ
غبار آلودہ ہیں [ہیں] جوں دودِ شمعِ کشتہ تقریریں	(صفحہ ۱۲۶)	مصرعہ ثانی
اشک بعدِ ضبط غیر [کم] از پنبۂ مینا نہیں	(صفحہ ۱۲۷)	مصرعہ ثانی
ہو سکے کب کلفتِ دل مانعِ طوفان [سیلاب] اشک	(صفحہ ۱۲۷)	مصرعہ اولیٰ
حسد پیمانہ سے [ہے] دلِ عالمِ آبِ تماشا ہو	(صفحہ ۱۴۳)	مصرعہ اولیٰ
کہ مثلِ غنچہ سازِ [عجز] یک گلستاں دل مہیا ہو	(صفحہ ۱۴۳)	مصرعہ ثانی
مرا [مجھے] حاصل وہ نسخہ ہے کہ جس سے خاک پیدا ہو	(صفحہ ۱۴۳)	مصرعہ ثانی
دلِ [وہ دل] جوں شمع بہرِ دعوتِ نظارہ، لایعنی	(صفحہ ۱۴۳)	مصرعہ اولیٰ
ڈالا نہ بیکسی نے کسی [کسو] سے معاملہ	(صفحہ ۱۴۷)	مصرعہ اولیٰ
در پردۂ [کسوت] ہوا پرِ بسمل ہے آئینہ	(صفحہ ۱۵۵)	مصرعہ ثانی
غفلت متاعِ کفۂ میزانِ عدل ہوں [ہیں]	(صفحہ ۱۵۶)	مصرعہ اولیٰ
شیرازۂ صد آبلہ جو [جوں] سبحہ باہم باندھ	(صفحہ ۱۵۶)	مصرعہ ثانی
موجِ مے مثلِ خطِ جام ہے ہر [بر] جا ماندہ	(صفحہ ۱۵۷)	مصرعہ ثانی
ہے سخن گردِ ز دامانِ ضمیر [ہوس] افشاندہ	(صفحہ ۱۵۷)	مصرعہ ثانی
بیچارہ چند روز کا یہاں [یہ] میہمان ہے	(صفحہ ۱۶۴)	مصرعہ ثانی
خاک میں ناموسِ پیمانِ محبت مل گئے [گئی]	(صفحہ ۱۶۵)	مصرعہ اولیٰ
گر مصیبت تھی تو غربت میں اٹھا لیتے [لیتا] اسدؔ	(صفحہ ۱۶۵)	مصرعہ اولیٰ
واں رنگہا یہ پردہ [نہفتہ] تدبیر ہیں ہنوز	(صفحہ ۱۶۸)	مصرعہ اولیٰ

جنوں تہمت کشِ تسکیں نہ ہو گر [گو] شادمانی کی	(صفحہ ۱۷۰)	مصرعہ اولیٰ
کہاں [کماں] ہم بھی رگ و پے رکھتے ہیں انصاف بہتر ہے	(صفحہ ۱۷۰)	مصرعہ اولیٰ
بہ سیلِ اشک لختِ دل ہے دامنگیر مژگاں کا [کا]	(صفحہ ۱۷۲)	مصرعہ اولیٰ
رنگ نے [سے] گل سے [نے] دمِ عرضِ پریشانیِ بزم	(صفحہ ۱۷۳)	مصرعہ اولیٰ
آمدِ خط سے [ہے] نہ کر خندۂ شیریں کہ مباد	(صفحہ ۱۷۳)	مصرعہ اولیٰ
شہپر کاہ [گاہ] پئے مژدہ رسانی مانگے	(صفحہ ۱۷۴)	مصرعہ ثانی
جستجوئے فرصتِ ربطِ سرِ زانو [سرِ و زانو] مجھے	(صفحہ ۱۷۵)	مصرعہ ثانی
لائق [قابل] نہیں رہے ہیں غمِ روزگار کے	(صفحہ ۱۸۰)	مصرعہ ثانی
غبارِ سرمہ یاں گردِ سوادِ سنبلستاں [نرگستاں] ہے	(صفحہ ۱۸۰)	مصرعہ ثانی
نگاہِ بے حجابِ یار [ناز] تیغِ تیز عریاں ہے	(صفحہ ۱۸۱)	مصرعہ ثانی
کہ صبحِ عید مجھ کو بدتر از چاکِ [خاکِ] گریباں ہے	(صفحہ ۱۸۱)	مصرعہ ثانی
گل و نرگس بہم آئینہ دو [در] اقلیمِ کوراں	(صفحہ ۱۸۲)	مصرعہ ثانی
اے بے تمیز گنج کو [آہ] ویرانہ چاہیے	(صفحہ ۱۸۳)	مصرعہ ثانی
سرمہ گویا موجِ دودِ [دودِ موج] شعلۂ آواز ہے	(صفحہ ۱۸۴)	مصرعہ ثانی
عینکِ چشم بنا [ہوا] روزنِ زنداں مجھ سے	(صفحہ ۱۸۵)	مصرعہ ثانی
اے تسلیِ ہوسِ وعدہ فریب افسوں [افشاں] ہے	(صفحہ ۱۸۵)	مصرعہ اولیٰ
گردِ صحرائے حرم تا [در] کوچۂ زنار رہے	(صفحہ ۱۸۷)	مصرعہ ثانی
یک شکستِ [شکستہ] رنگِ گل صد جنبشِ مہمیز ہے	(صفحہ ۱۹۲)	مصرعہ ثانی
کشاد و بستِ [کش و بست] مژہ سیلیِ ندامت ہے	(صفحہ ۱۹۵)	مصرعہ ثانی
بہ پیچ و تابِ [یہ پیچ و تاب] ہوس، سالکِ عافیت مت توڑ	(صفحہ ۱۹۵)	مصرعہ اول

نالۂ زنجیرِ مجنوں رشتہ دارِ نغمہ ہے (صفحہ ۱۹۶) مصرعہ ثانی

نقشِ عبرت در نظر ہا نقدِ عشرت در بساط (صفحہ ۱۹۷) مصرعہ اولیٰ

عشق کے تغافل سے ہرزہ گردیِ عالم (صفحہ ۲۰۱) مصرعہ اولیٰ

بہ حلقۂ خمِ گیسو ہے راستی آموز (صفحہ ۲۰۴) مصرعہ اولیٰ

سبزہ جوں انگشتِ حیرت در دہانِ گور ہے (صفحہ ۲۱۰) مصرعہ ثانی

لختِ لختِ دل نگینِ خانۂ زنجیر ہے (صفحہ ۲۱۳) مصرعہ ثانی

رکھے ہے کسوتِ طاؤس میں پر افشانی (صفحہ ۲۱۵) مصرعہ ثانی

اسد نے کثرتِ دلہائے خلق سے جانا (صفحہ ۲۱۵) مصرعہ اولیٰ

یک نیستاں قلمروِ اعجاز ہے مجھے (صفحہ ۲۱۶) مصرعہ ثانی

اسد! تا کے طبیعت طاقتِ ضبطِ الم، لائے (صفحہ ۲۱۸) مصرعہ اولیٰ

ناخنِ انگشتِ خوباں، لعلِ داروں ہے مجھے (صفحہ ۲۱۹) مصرعہ ثانی

گر دکھاؤں صفحۂ بے نقش رنگِ رفتہ کو (صفحہ ۲۲۲) مصرعہ اولیٰ

تمام دفترِ ربطِ مزاج برہم ہے (صفحہ ۲۲۳) مصرعہ ثانی

تیرگی ہے داغ کی مہ اسیم مس اندودہ ہے (صفحہ ۲۲۴) مصرعہ ثانی

پنبۂ مینائی ہی رکھ لو تم اپنے کان میں (صفحہ ۲۲۵) مصرعہ اولیٰ

باغِ خاموشیِ دل سے سخنِ عشق اسد (صفحہ ۲۲۷) مصرعہ اولیٰ

واماندۂ ذوقِ طربِ وصل نہیں ہوں (صفحہ ۲۲۹) مصرعہ اولیٰ

شرم آئینہ تراشِ جبہۂ طوفان ہے (صفحہ ۲۳۷) مصرعہ اولیٰ

وہ گرفتارِ خرابی ہوں کہ فوارہ نمط (صفحہ ۲۳۷) مصرعہ اولیٰ

تماشا ہے کہ رنگِ رفتہ برگردیدنی جانے (صفحہ ۲۴۱) مصرعہ ثانی

پنہاں تھا دام سخت قریب آشیان کے (صفحہ ۲۵۳) مصرعہ اولیٰ

ہستی ہماری اپنی فنا پر دلیل ہے (صفحہ ۲۵۳) مصرعہ اولیٰ

رسوائے دہر گو ہوئے آوارگی سے تم (صفحہ ۲۷۸) مصرعہ اولیٰ

پھر بھر رہا ہے خامۂ مژگاں، بہ خونِ دل (صفحہ ۲۸۴) مصرعہ اولیٰ

نظارہ و خیال کا ساماں کئے ہوئے (صفحہ ۲۸۵) مصرعہ ثانی

اک نو بہارِ ناز کو تاکے ہے پھر نگاہ (صفحہ ۲۸۵) مصرعہ اولیٰ

محذوفات

جناب نثار احمد فاروقی نے بیاض غالب کا تعارف کراتے ہوئے بتایا ہے کہ اس میں ۱۹ غزلیں ایک اردو رباعی اور ۱۲ فارسی رباعیاں غیر مطبوعہ ہیں۔ جب میں نے نسخہ حمیدیہ سے اس کا مقابلہ کیا تو مجھے کل ۲۵ غزلیں ایسی ملی ہیں جو اس میں شامل نہیں کی گئیں ہیں معلوم نہیں کیوں یہ چھ غزلیں نثار احمد فاروقی صاحب کی نظر سے اوجھل رہ گئیں۔

ان ۲۵ غزلوں کے کل اشعار کی تعداد ۱۴۲ ہے جن میں ۳۷ اشعار ایسے ہیں جنھیں جلال الدین (ہماری زبان علی گڑھ ۱۵ر جون ۱۹۶۹ء)، امتیاز علی عرشی (آج کل جولائی ۱۹۶۹ء) اور نثار احمد فاروقی (مطالعہ۔ ٹپنہ ستمبر اکتوبر ۱۹۶۹ء) ڈاکٹر گیان چند جین (ہماری زبان نومبر ۱۹۶۹ء) صاحبان نے اپنے مضامین میں پیش کئے ہیں۔ اردو کی دونوں رباعیاں اور فارسی کی دو رباعیاں بھی عرشی صاحب کے مضمون میں شائع ہوچکی ہیں۔ میں نے ان اشعار کے حوالے حاشیے پر درج کر دیئے ہیں۔

غزلیات

وہ انیس غزلیں جنھیں نثار احمد فاروقی صاحب نے غیر مطبوعہ غزلوں میں شامل کیا ہے۔

(۱) تنگ ظرفوں کا رتبہ جہد سے برتر نہیں ہوتا   حبابِ مے بصد بالیدنی ساغر نہیں ہوتا (مطلع[۱])

---

(۱) جلال الدین - ہماری زبان - ۱۵ر جون ۱۹۶۹ء - امتیاز علی عرشی - آجکل جولائی ۱۹۶۹ء

(۱) تماشائے گل گلشن ہے مفتِ سرمہ چیبی ہا   بہ از چاکِ گریباں گلستاں کا در نہیں ہوتا (چوتھا شعر)

(۲) صفا کب جمع ہوسکتی ہے غیر از گوشہ گیری ہا   صدف بن قطرۂ نیساں اسد گوہر نہیں ہوتا (ساتواں شعر)

(۳) جگر سے ٹوٹی ہوئی ہوگئی سناں پیدا   دہانِ زخم میں آخر ہوئی زباں پیدا (مطلع)

(۴) دل بیتاب کہ سینے میں دمِ چند رہا *   بدمِ چند، گرفتارِ غمِ چند رہا (مطلع)

(۵) زندگی کے ہوئے ناگہ نفسِ چند تمام   کوچۂ یار جو مجھ سے قدمِ چند رہا (دوسرا شعر)

(۶) عمر بھر ہوش نہ یکجا ہوئے میرے کہ اسد   میں پرستندۂ روئے صنمِ چند رہا (پانچواں شعر)

---

[۱] جلال الدین صاحب۔ 'ہماری زبان' ۵ر جون ۱۹۶۹ء۔ [۲] یہ شعر اور مطلع عرشی صاحب۔ آجکل جولائی ۱۹۶۹ء [۱]، [۳] نثار احمد فاروقی "مطالعہ" پٹنہ ستمبر، اکتوبر ۱۹۶۹ء۔ [۳] نسخہ عرشی صفحہ ۲۹۵ پر صرف یہ شعر عمدۂ منتخبہ سے لیکر درج کیا گیا ہے۔ [۴] امتیاز علی عرشی آجکل جولائی ۱۹۷۰ء [۴] [۵] [۶] نثار احمد فاروقی مطالعہ پٹنہ ستمبر اکتوبر ۶۹ء۔ * جناب قاضی معراج دھولپوری نے "تبرکات غالب" کے عنوان سے ایک مضمون ہماری زبان یکم اگست ۱۹۶۱ء میں قلمبند کیا ہے وہ لکھتے ہیں "اس کا چوتھا اور پانچواں مصرعہ مرزا نوشہ کا نتیجۂ فکر ہے اور بقیہ تین مصرعے ہدایت کے ہیں۔ عنوان اس کا "خمسہ میاں جی ہدایت علی و غزل اسد" سرخی سے درج ہے" خمسہ ملاحظہ کیجئے:

دل کو ہر چند میں دیتا قسم چند رہا   آخر اس زلف کا قیدی بغم چند رہا
جور سے اس کے اٹھاتا ستم چند رہا   "دل بیتاب کہ سینے میں دم چند رہا
بدم چند گرفتار غم چند رہا"

عشق میں جو نے نہ پائے تھے ہنر مند تمام   اور نہ کچھ عیش و طرب ہوئے خورسند تمام
حسرتیں جی کی رہیں جی ہی میں بند تمام   "زندگی کی ہوئیں ناگہ نفسیں چند تمام
کوچۂ یار جو مجھ سے قدم چند رہا"   [۱] بیاض غالب میں "کے ہوئے" ہے۔

یاد کرکے شب و روز تری گلبدنی   حسرت عشق میں پھر ایسی ہوئی کم سخنی
جو خموشی کی کوئی بات نہ پھر مجھ سے بنی   "لکھ سکا میں نہ اسے شکوۂ پیماں شکنی
لاجرم توڑ کے عاجز قلم چند رہا"

مجھ کو دولت سے نہیں کام سن اے گردوں   گو میرا شاق ہے چاہوں تو میں جنگل بھر دوں
جو کہ عاشق ہیں وہ دولت کو سمجھتے ہیں زبوں   "الفت زر ہمہ نقصاں ہے کہ اب تک قارون
زیر بار غم دام و درم چند رہا"

دیکھ کر حسن بتاں اور وہ رعنائی قد   نشۂ عشق جو ابلا خم دل سے بے حد
تب ہدایت کا گیا صبر و قرار عقل و خرد   "عمر بھر ہوش نہ برجا رہے تیرے کہ اسد
میں پرستندۂ روئے صنم چند رہا"   [۲] "یکجا ہوئے میرے" بیاض غالب میں ہے

فروپیچیدنی ہے فرشِ بزمِ عیش گستر کا　دریغا، گردشِ آموزِ فلک ہے دَورِ ساغر کا (مطلع)

(۱) فزوں ہوتا ہے ہردم جوشِ خوں بارِی تماشا ہے　نفس کرتا ہے رگ ہائے مژہ پر کام نشتر کا (پانچواں شعر)

نہاں کیفیتِ مے میں ہے سامانِ حجاب اس کا　بنا ہے پنبۂ مینا سے ساقی نے نقاب اس کا (مطلع)

(۱) عیاں کیفیتِ مے خانہ ہے جوئے گلستاں میں　کہ مے عکسِ شفق ہے اور ساغر ہے حباب اس کا (تیسرا شعر)

زبس ہے نازپرداز غرورِ نشۂ صہبا　رگ بالیدۂ گردن ہے موجِ بادہ در مینا (مطلع)

(۳) کہاں ہے دیدۂ روشن کہ دیکھے بے حجابانہ　نقابِ یار ہے ازپردہ ہائے چشمِ نابینا (تیسرا شعر)

وہ فلک رتبہ کہ بر توسنِ چالاک چڑھا　ماہ پر، ہالہ صفت، حلقۂ فتراک چڑھا (مطلع)

خط جو رخ پر جانشینِ ہالۂ مہ ہوگیا　ہالہ دودِ شعلۂ جوّالۂ مہ ہو گیا (مطلع)

(۴) شب کہ مستِ دیدنِ مہتاب تھا وہ جامہ زیب　پارۂ چاکِ کتاں پر کالۂ مہ ہو گیا (تیسرا شعر)

ضمان (امان) جادہ رویاندن ہے خطِ جامِ مینوشاں　دگرنہ منزلِ حیرت سے کیا واقف ہیں ہوشیاں (مطلع)

(۵) نہیں ہے ضبط جز مشاطگی ہائے غم آرائی　کہ میلِ سرمۂ چشمِ دماغ میں ہے آہ خاموشاں (دوسرا شعر)

(۶) پریشانی اسدؔ در پردہ ہے سامانِ جمعیت　کہ ہے آبادیِ صحرا ہجومِ خانہ بر دوشاں (پانچواں شعر)

نہیں ہے بے سبب قطرے کو شکلِ گوہر افسردن　گرہ ہے حسرتِ آبے بروے کار آوردن (مطلع)

سازشِ صلحِ بتاں میں ہے نہاں جنگیدن　نغمہ وچنگ ہیں جوں تیر و کماں فہمیدن (مطلع)

(۷) چمنِ دہر میں ہوں سبزۂ بیگانہ اسدؔ　وائے اے بیخودی و تہمتِ آرامیدن (پانچواں شعر)

کرے ہے رہرواں سے خضرِ راہِ عشق جلادی　ہوا ہے موجۂ ریگِ رواں شمشیرِ فولادی (مطلع)

روتا ہوں بسکہ در ہوسِ آرمیدگی　جوں گوہر اشک کو ہے فرامش چکیدگی (مطلع)

۱۔ نثار احمد فاروقی "مطالعہ" پٹنہ ستمبر اکتوبر ۱۹۶۹ء　۲۔ امتیاز علی عرشی "آجکل" جولائی ۱۹۶۹ء

۳۔ امتیاز علی عرشی "آجکل" جولائی ۱۹۶۹ء　۴۔ نثار احمد فاروقی "مطالعہ"، پٹنہ ستمبر اکتوبر ۱۹۶۹ء

۵۔۶۔ جلال الدین "ہماری زبان" ۵ رجون ۱۹۶۹ء　۶۔ اس شعر کو عرشی صاحب نے بھی "آجکل" جولائی ۱۹۶۹ء میں پیش کیا ہے۔　۷۔ امتیاز علی عرشی "آجکل" جولائی ۱۹۶۹ء

* دیکھا نہیں ہے ہم نے بہ عشقِ بتاں اسدؔ　غیر از شکستہ حالی و حسرت کشیدگی (پانچواں شعر)

(۱) سمجھاؤ اسے یہ وضع چھوڑے　جو چاہے کرے پہ دل نہ توڑے

(۲) تقریر کا اس کی حال مت پوچھ　معنی ہیں بہت و لفظ تھوڑے

(۳) نذرِ مژہ کر دل و جگر کو　چھیرے ہی سے جائینگے یہ پھوڑے

(۴) عاشق کو یہ چاہیئے کہ ہرگز　اندوہ (جفا/وفا) سے منھ نہ موڑے

(۵) آ جالبِ بام، کوئی کب تک　دیوار سے اپنے سر کو پھوڑے

(۶) جاتے ہیں رقیب کو خط اس کے　کاغذ کے دوڑتے ہیں گھوڑے

قطعہ

(۷) غمخوار کو ہے قسم، کہ زنہار　غالبؔ کو نہ تشنہ کام چھوڑے

(۸) حسرت زدۂ طرب ہے یہ شخص　دم جب کہ بوقت نزع توڑے

(۹) پانی نہ چوائے اس کے منھ میں　گل مے میں بھگو بھگو نچوڑے

نہ چھوڑ و محفلِ عشرت میں جائے میکشاں خالی　کمیں گاہِ بلا ہے، ہوگیا شیشہ جہاں خالی (مطلع)

(۱۰) وہ نہا کر آبِ گل سے سایۂ گل کے تلے　بال کس گرمی سے سکھلاتا ہے سنبل کے تلے (مطلع)

(۱۱) پے بہ مقصد بردنی ہے خضر سے آگے اسدؔ　جادۂ منزل ہے خطِ ساغرِ مُل کے تلے (پانچواں شعر مقطع)

(۱۲) تماشائے جہاں مفتِ نظر ہے　کہ یہ گلزارِ باغِ رہ گزر ہے (مطلع)

(۱۳) جہاں شمعِ خموشی جلوہ گر ہے　پرِ پروانگاں بالِ شرر ہے (دوسرا شعر)

(۱۴) ہوئی یک عمر صرفِ مشق نالہ　اثر موقوف بر عمرِ دگر ہے (چھٹا شعر)

---

* جلال الدین "ہماری زبان" ۵ رجون ۶۹ء　امتیاز علی عرشی "آجکل" جولائی ۱۹۶۹ء

۱ سے ۹۔ یہ تمام اشعار ڈاکٹر نثار احمد فاروقی نے " دیوان غالب نسخۂ امروہہ " مطبوعہ مطالعہ پٹنہ ستمبر اکتوبر ۱۹۶۹ء میں پیش کیے ہیں۔　۴۔ (نقوش کے غالب نمبر حصہ دوم میں صفحہ ۴۴ پر لفظ "وفا" کا اضافہ کیا گیا ہے اور صفحہ ۲۵۵ پر "جفا" کا)　۱۰۔ گیان چند جین۔ غالب کا خود نوشت دیوان۔ "ہماری زبان" ۸ رنومبر ۱۹۶۹ء　۱۱۔ امتیاز علی عرشی آجکل ۶۹ء

۱۲۔ ڈاکٹر گیان چند جین۔ ہماری زبان ۸ رفروری ۶۹ء　۱۳-۱۲-۱۴ جلال الدین۔ ہماری زبان ۱۵ رجون ۶۹ء

(۱۲، ۱۴ شعر) امتیاز علی عرشی صاحب نے بھی "آجکل" جولائی ۶۹ء میں درج کیا ہے۔

(۱) اس قامتِ رعنا کی جہاں جلوہ گری ہے　　تسلیم فروشی روشِ کبکِ دری ہے (مطلع)

(۲) ہم آئے ہیں غالب رہِ اقلیم عدم سے　　یہ تیرگیِ حال لباسِ سفری ہے (پانچواں شعر مقطع)

بدست آوردن دل گو ہر دریائے شاہی ہے　　دگرنہ خاتمِ دستِ سلیماں فلسِ ماہی ہے (مطلع)

وہ چھ غزلیں جن کو نثار احمد فاروقی صاحب نے غیر مطبوعہ کلام میں

شامل نہیں کیا ہے۔

دنداں کا خیال چشمِ تر کر (۱) ہر دانہ اشک کو گہر کر

(۳) آتی نہیں نیند اے شبِ تار　　افسانہ زلفِ یار سر کر

اے دل بخیالِ عارضِ یار　　یہ شامِ غم آپ پر سحر کر

ہرچند امید دور تر ہو　　اے حوصلہ سعی بیشتر کر

میں آپ سے جا چکا ہوں اب بھی　　اے بے خبر اسے خبر کر

افسانۂ اسد بایں درازی　　اے غمزدہ قصہ مختصر کر (نقوش غالب نمبر حصہ ۲ ص ۱۱۹)

یاں اشک جدا گرم ہے اور آہِ جدا گرم (۲) حسرت کدۂ عشق کی ہے آب و ہوا گرم

اس شعلہ نے گلگوں کو جو گلشن میں کیا گرم　　پھولوں کو ہوئی بادِ بہاری، وہ ہوا گرم

وا کر سکے یاں کون بجز کاوشِ شوخی　　جوں برق ہے پیچیدگیِ بندِ قبا گرم

گر ہے سرِ دریوزگیِ جلوۂ دیدار　　جوں پنجۂ خورشید ہوائے دستِ دعا گرم

یہ آتشِ ہمسایہ کہیں گھر نہ جلا دے　　کی ہے دلِ سوزاں نے مرے پہلو میں جا گرم

غیروں سے، اسے گرمِ سخن دیکھ کے غالب　　میں رشک سے جوں آتشِ خاموش رہا گرم (نقوش غالب نمبر حصہ ۲ ص ۱۲۹)

منقار سے رکھتا ہوں بہم چاکِ قفس کو (۳) تا گل زجگر زخم میں ہے راہِ نفس کو

بے باک ہوں از بسکہ بہ بازارِ محبت　　سمجھا ہوں زرہ جوہرِ شمشیرِ عسس کو

۱-۲- نثار احمد فاروقی - مطالعہ ستمبر اکتوبر ۱۹۶۹ء　　۳- امتیاز علی عرشی - آجکل - جولائی ۱۹۶۹ء

(۱) رہنے دو گرفتارِ زندانِ خموشی　　چھیڑو نہ مجھ افسردۂ دزدیدہ نفس کو

پیدا ہوئے ہیں ہم الم آباد جہاں میں　　فرسودنِ پائے طلب و دستِ ہوس کو

نالاں ہو اسد تو بھی سرِ راہ گزر پر　　کہتے ہیں کہ فریاد ہے تاثیر جرس کو (نقوش غالب نمبر حصہ ۲ ص ۱۸۱)

خوشا طوطی و کنجِ آشیانہ (۴) نہاں در زیرِ بال آئینہ خانہ

سرشک بر زمیں افتادہ آسا　　اٹھایاں سے نہ میرا آب و دانہ

حریفِ عرضِ سوزِ دل نہیں ہے　　زباں ہرچند ہو جاوے زبانہ

دلِ نالاں سے ہے بے پردہ پیدا　　نوائے بربط و چنگ و چغانہ

(۲) ــــ کرے کیا دعویِ آزادیِ عشق　　گرفتارِ الٰہائے زمانہ

اسد اندیشۂ ششدر رشدن ہے　　نہ پھرے مہرہ ساں خانہ بخانہ

(۳) ــــ اشک چکیدہ، رنگ پریدہ (۵) ہر طرح ہوں میں از خود رمیدہ

گویا د مجھ کو کرتے ہیں خوباں　　لیکن بسانِ دردِ کشیدہ

ہے رشتۂ جاں، فرطِ کشش سے　　مانندِ نبضِ دستِ بریدہ

ٹوٹا ہے، افسوس موئے خمِ زلف　　ہے شانہ یکسر دستِ گزیدہ

خالِ سیاہ رنگیں رخاں سے　　ہے داغ لالہ در خوں تپیدہ

(۴) ــــ جوشِ جنوں سے، جوں کسوتِ گل　　سر تا بپا ہوں جیب دریدہ

(۵) ــــ یارو اسد کا نام و نشاں کیا　　بیدل فقیر آفت رسیدہ

آنکھوں میں انتظار سے جاں پرشتاب ہے (۶) آنا ہے آ، وگرنہ یہ پا در رکاب ہے

حیراں ہوں دامنِ مژہ کیوں جھاڑتا نہیں　　خطِ صفحۂ عذار پہ گردِ کتاب ہے

۱- اس غزل کو نثار احمد فاروقی صاحب نے غیر مطبوعہ کلام میں شامل نہیں کیا حالانکہ عرشی صاحب نے اسے متروک غزلوں میں شامل کر لیا تھا - یہ شعر آجکل ۱۹۶۹ میں درج ہے۔ ۲- امتیاز علی عرشی 'آجکل' جولائی ۱۹۶۹ء
۳- یہ غزل بھی نثار احمد فاروقی غیر مطبوعہ غزلوں میں شامل نہ کر سکے۔ حالانکہ عرشی صاحب نے اسے غیر مطبوعہ کلام میں شامل کر لیا تھا
۳، ۴، ۵- یہ اشعار آجکل جولائی ۱۹۶۹ء میں درج ہیں -

جوں نخلِ ماتم، ابر سے مطلب نہیں مجھے   رنگ سیاہِ نیل، غبارِ سحاب ہے
ممکن نہیں کہ ہو دلِ خوباں میں کارگر   تاثیرِ جُستن، اشک سے، نقشِ برآب ہے
(۱) دیکھ اے اسد! بہ دیدۂ باطن کہ ظاہرا   ہر ایک ذرہ غیرتِ صد آفتاب ہے

رباعیات اُردو

(۲) گلخنِ شرر اہتمام بستر ہے آج   یعنی تبِ عشق شعلہ پرور ہے آج
ہوں دردِ ہلاکِ نامہ برسے بیمار   قارورہ مرا، خونِ کبوتر ہے آج

(۳) بے گریۂ کمال ترجبینی ہے مجھے   در بزمِ وفا خجل نشینی ہے مجھے
محرومِ صدا رہا بغیر از یک تار   ابریشمِ ساز موئے چینی ہے مجھے

رباعیات فارسی

فارسی رباعیوں کی تعداد ۱۳ ہے جس میں ۱۲ غیر مطبوعہ ہیں۔ جناب امتیاز علی عرشی صاحب نے دو رباعیاں اپنے مضمون "غالب کا خود نقل کردہ نسخہ دیوان اُردو" آجکل جولائی ۱۹۶۹ء میں درج کی ہیں جو حسب ذیل ہیں:

مرد آں کہ بو ہم خود ہراساں نبود   در بندِ طلسم نفع و نقصان نبود
ہمواری وضع را تغافل شرط است   اے مدّعیاں، کریم نادان نبود
گفتم کہ اسد، گفت "دل آشفتۂ من"   گفتم نفسش؟ گفت "بخوں خفتۂ من"
گفتم سخنش بہ ایں نزاکت گفتن"   گفت "ایں ہمہ مدّعائے ناگفتۂ من"

۱۔ امتیاز علی عرشی "آجکل" جولائی ۱۹۶۹ء   ۳-۲-۱ امتیاز علی عرشی۔ "آجکل" جولائی ۱۹۶۹ء۔

متفرق اشعار

بیاض غالب (نسخہ بھوپال ثانی) کے دوران مطالعہ مندرجہ ذیل ستّائیس شعر مجھے ایسے ملے جو نسخہ حمیدیہ (نسخہ بھوپال) میں درج نہیں کئے گئے۔ ملاحظہ کیجئے:

(اسد) افسردگی آوارۂ کفر و دیں ہے   یاد روزے کہ نفس در گرہ یارب تھا
(غزل ۱۰ شعر ۷۔ بیاض غالب)

خاکِ عاشق بسکہ ہے فرسودۂ پروازِ شوق   جادۂ ہر دشت تارِ دامنِ قاتل ہُوا
(غزل ۲۶ شعر ۲۔ بیاض غالب)

رنگ ریزِ جسم و جاں نے از خمستانِ عدم   خرقۂ ہستی نکالا ہے برنگ احتیاج
(غزل ۵۸ شعر ۲۔ بیاض غالب)

ناتوانی نے نہ چھوڑا بسکہ بیش از عکسِ جسم   مفت واگسترد نی ہے فرشِ خواب آئینہ پر
(غزل ۶۷ شعر ۶۔ بیاض غالب)

سراب یقیں ہیں پریشاں نگاہاں   اسد کو گر از چشم کم دیکھتے ہیں
کہ ہم بیضۂ طوطیِ ہند غافل   تہہِ بالِ شمع حرم دیکھتے ہیں
(غزل ۱۰۶ شعر ۸۔ بیاض غالب)

برنگِ سایہ سرو کار انتظار نہ پوچھ   سراغ خلوتِ شب ہائے تار رکھتے ہیں
(غزل ۱۱۱ شعر ۷۔ بیاض غالب)

ادب نے سونپی ہمیں سرمہ سائی حیرت   زبان بستہ و چشم کشادہ رکھتے ہیں
(غزل ۱۱۲ شعر ۳۔ بیاض غالب)

جنونِ عیش ہے یارب سر و سامانِ آزادی
کروں یک گوشۂ دامن تر گر آبِ ہفت دریا ہو
(غزل ۱۳۳۔شعر ۶۔ بیاضِ غالب)

بہار شوخ و چمن تنگ و رنگِ گل دلچسپ
نسیمِ باغ سے پا در حنا نکلتی ہے
(غزل ۱۶۰۔شعر ۴۔ بیاضِ غالب)

نقش صد سطرِ تبسم ہے بر آبِ زیر کاہ
حسن کا خط پر نہاں خندیدنی انداز ہے
(غزل ۱۷۰۔شعر ۲۔ بیاضِ غالب)

از دلِ ہر دردمندے، جوش بیتابی زدن
اے ہمہ بے مدعائی، یک دعا ہوجایئے
(غزل ۱۷۲۔شعر ۶۔ بیاضِ غالب)

تجھ کو اے غفلت نسب بُوئے مشتاقاں کہاں
یاں نگاہ آلود ہے دستار بادامی تری
(غزل ۱۸۹۔شعر ۳۔ بیاضِ غالب)

ماہِ نو ہوں کہ فلک عجز سکھاتا ہے مجھے
عمر بھر ایک ہی پہلو پہ سلاتا ہے مجھے
(غزل ۱۹۶۔شعر ۲۔ بیاضِ غالب)

جوزِ زلف کی تقریر پیچ تابِ خاموشی
ہند میں اسدؔ نالاں، نالہ در صفاہاں ہے
(غزل ۲۰۱۔شعر ۸۔ بیاضِ غالب)

اے بے خبراں میرے لبِ زخمِ جگر پر
بخیہ جسے کہتے ہو شکایت ہے رفو کی
گو زندگیِ زاہدِ بیچارہ عبث ہے
اتنا تو ہے رہتی تو ہے تدبیر وضو کی
(غزل ۱۶۷۔حاشیہ۔ بیاضِ غالب)

نہیں ہے حوصلہ پامردِ کثرتِ تکلیف
جنونِ ساختہ حرزِ فسونِ دانائی
(غزل ۱۹۲۔شعر ۴۔ بیاضِ غالب)

پوچھے ہے کیا معاشِ جگر تفتگانِ خاک
جوں شمع آپ اپنی وہ خوراک ہو گئے
(غزل ۱۹۳۔شعر ۵۔ بیاضِ غالب)

ہر قدم دوریِ منزل ہے نمایاں مجھ سے
میری رفتار سے بھاگے ہے بیاباں مجھ سے
(غزل ۱۹۹۔شعر ۱۔ بیاضِ غالب)

نقش رنگینیِ سعیِ قلمِ مانی ہے
بکمر دامن صد رنگ گلستاں زدہ ہے
(غزل ۲۰۲۔شعر ۳۔ بیاضِ غالب)

نمک بر داغِ مشک آلودۂ وحشت تماشا ہے
سوادِ دیدۂ آہو شبِ مہتاب ہوجائے
(غزل ۲۱۷۔شعر ۲۔ بیاضِ غالب)

گر سحر وہ جلوہ ریزِ بے نقابی ہو اسدؔ
رنگ رخسارِ گلِ خورشید مہتابی کرے
(غزل ۲۲۵۔شعر ۵۔ بیاضِ غالب)

نہ پوچھ کچھ سر و سامان و کاروبار اسدؔ
جنوں معاملہ، بیدل، فقیر مسکیں ہے
(غزل ۲۴۰۔شعر ۳۔ بیاضِ غالب)

ہوئے یہ رہروانِ دل خستہ شرمِ نارسائی سے
کہ دستِ آرزو سے یک قلم پائے طلب کاٹے
(غزل ۲۴۹۔شعر ۳۔ بیاضِ غالب)

اے اسدؔ مایوس مت ہو از درِ شاہِ نجف
صاحبِ دل ہا وکیل حضرتِ اللہ ہے
(غزل ۲۵۱۔شعر ۵۔ بیاضِ غالب)

اے دریغا کہ نہیں طبعِ نزاکت ساماں
ورنہ کانٹوں میں تلے ہے سخنِ سنجیدہ
(غزل ۱۴۰۔شعر ۴۔ بیاضِ غالب)

بھوپال اور غالب

تبصروں کی روشنی میں

"میں تو یہ کہتا ہوں کہ سیفیہ کالج بھوپال ان بہت سی یونیورسٹیوں سے تو بہتر ہی ہے جنھوں نے غالب کے نام پر ایک صفحہ نہ چھاپا۔ اس چھوٹی سی کتاب میں بھوپال میں رہنے والے تلامذہ غالب کے کم و بیش مفصل تبصرے ہیں ایک نہایت دلچسپ چیز آدھے جزکا رسالہ "نمونہ مغلوبیتِ غالب" مصنفہ شنکر پرشاد جوش ساکن بھوپال ہے۔ جس میں برہان قاطع والے قضیہ میں غالب کی مخالفت کی گئی ہے۔ چند اہم لوگوں مثلاً یار محمد خاں شوکت۔ عباس رفعت۔ صدیق حسن خاں اور عبدالرحمٰن بجنوری کی تصویریں بھی شامل کتاب ہیں"

(شب خون الہ آباد۔ اگست ۱۹۶۹ء)

"یہ عبدالقوی دسنوی (مولانا سید سلیمان ندوی کے ہم وطن اور شاید عزیز بھی) اردو زبان کی خدمت ایک خاص لگن کے ساتھ کر رہے ہیں۔ ذوق تو انھیں شروع ہی سے تھا اور اب سالہا سال سے بہ حیثیت سیفیہ کالج کے استاد اُردو کے انھیں اسکے عملی موقع بھی خوب مل رہے ہیں۔ چنانچہ ان کا تازہ ترین افادہ یہ کتاب یا کتابچہ ہے غالب و غالبیات پر۔ ہر اعتبار سے دلچسپ خصوصاً غالب کے گیارہ ملنے والوں اور شاگردوں کے حالات اور ان کا کلام"

(صدق جدید لکھنؤ - ۱۲ ستمبر ۱۹۶۹ء)

"مرزا غالب مرحوم اگرچہ بھوپال نہیں جا سکے تھے لیکن اس سے ان کا کئی حیثیتوں سے تعلق رہا ہے۔ اُردو کے متعارف اہل قلم جناب عبدالقوی دسنوی نے اس کتابچہ میں ان کے ان تعلقات کا ذکر اور اُن کے گیارہ شاگردوں کے جن کا بھوپال سے کسی قسم کا تعلق رہا ہے، حالات محنت سے لکھے ہیں .... اس حیثیت سے یہ نہایت دلچسپ اور غالبیات سے متعلق انوکھے طرز کا کتابچہ ہے"

(معارف اعظم گڑھ - دسمبر ۱۹۶۹ء)